یا اللہ جل جلالہ　　فَاسْأَلُوا أَهْلَ الذِّكْرِ إِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُونَ (النحل ۴۳)　　یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

اے لوگو علم والوں سے پوچھو اگر تم علم نہیں رکھتے۔

الدلائل الواضحة
فی
کراهیة الصلٰوة النافلة بالجماعة

تصنیف

فقیر سید عبد الحق شاہ حنفی ترمذی سیفی
مہتمم
جامعہ امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ
فقیر کالونی کراچی

ناشر

جامعہ امام ربّانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ، فقیر کالونی، اورنگی ٹاؤن، کراچی

نامِ کتاب: الدلائل الواضحۃ فی کراھیۃ الصلٰوۃ النافلۃ بالجماعۃ

مصنّف: فقیر سید عبد الحق شاہ حنفی ترمذی سیفی

نظر ثانی: استاذ العلماء شیخ القرآن والحدیث مفتی سید منور شاہ نقشبندی مجددی سیفی

اشاعتِ اول: رمضان المبارک ۱۴۴۰ھ بمطابق مئی 2019ء

تعدادِ طباعت: ایک ہزار

کمپوزر: ڈاکٹر محمد افضل سیفی

ھدیہ: روپے

ناشر:

شعبہ نشر و اشاعت جامعہ امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

بالمقابل شیل پیٹرول پمپ والی گلی، فقیر کالونی

نمبر ۱۰ اورنگی ٹاؤن کراچی

صلٰوۃ النفل بالجماعت مکروہ

و تحقیق التداعی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

استفتاء: کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلے میں کہ بعض حضرات رمضان المبارک کے مہینے میں صلوٰۃ التسبیح شبینہ اور نفل جماعت کے ساتھ ادا کرتے ہیں احناف کے نزدیک باجماعت ان نمازوں کا ادا کرنا آیا صحیح ہے یا نہیں اور صلوٰۃ التسبیح کا صحیح طریقہ بیان کیجئے۔

المستفتی: محمد افضل سیفی

"الجواب و منه الصدق و الصواب"

الحمدللہ رب العالمین و العاقبة للمتقین و الصلوٰۃ و السلام علی سید الانبیاء و المرسلین و علیٰ آلہٖ الطیبین الطاهرین و اصحابہٖ اجمعین۔

قرآنِ پاک میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے!

"وَمَا آتَاكُمُ الرَّسُولُ فَخُذُوهُ وَمَا نَهَاكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوا" (الحشر: آیت:۷)

ترجمہ: جو کچھ یہ رسول ﷺ تمہیں دیں لے لو اور جس سے منع کردیں اسے چھوڑ دو۔

ایک مسلمان کیلئے عبادات واحکام اور مسائل و معاملات میں رسول ﷺ اور آپ کے اصحابِ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے اقوال واعمال ہی بہترین نمونۂ عمل ہیں۔ اللہ تعالیٰ کو وہی عمل بطورِ عبادت پسند ہے جو اس کے محبوبِ کریم ﷺ کے طریقہ مبارکہ کے مطابق اور تابع ہو اور ایسا عمل ہی قبولیت کے لائق ہے۔

ارشادِ باری تعالیٰ:

"إِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّونَ اللَّهَ فَاتَّبِعُونِي يُحْبِبْكُمُ اللَّهُ" (آل عمران: آیت:۳۱)

ترجمہ: (اے محبوب ﷺ) فرمادیجئے اگر تم اللہ کو دوست رکھتے ہو تو میری پیروی کرو، اللہ تعالیٰ (بھی) تمہیں دوست رکھے گا۔

اسی طرح قرآن حکیم میں اعمال کو ضائع کرنے سے منع کیا گیا ہے یعنی عبادات اور نیک اعمال کو ناپسندیدہ اور ممنوع طریقے سے ادا کرکے انہیں برباد نہیں کرنا چاہئے بلکہ اللہ تعالیٰ کے حکم اور حضور علیہ السلام کی سنت کے مطابق اور تابع رہتے ہوئے امورِ بندگی کو بجالانا چاہئے۔

رب تعالیٰ کا ارشاد ہے:

" يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ وَلَا تُبْطِلُوا أَعْمَالَكُمْ" (محمد: آیت:۳۳)

ترجمہ: اے ایمان والو! اللہ کی اطاعت کرو اور رسول کی اطاعت کرو اور اپنے اعمال کو برباد نہ کرو۔ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے!

"مَنْ أحدَثَ في أَمرِنا هذا ما ليسَ منهُ فهوَ رَدٌّ"[1]

---

[1] (متفق علیہ، مشکوٰۃ: ص:۲۷)

ترجمہ: جس نے ہمارے دین میں ایسی نئی بات نکالی جو اس میں سے نہ ہو وہ چیز مردود ہے۔

عبادت اللہ تعالیٰ اور اس کے حبیب ﷺ کے احکام پر عمل پیرا ہونے کا نام ہے حضور ﷺ کی سنت کو چھوڑ کر اپنی من مانی اختیار کرنا ہی وہ ناپسندیدہ عمل ہے جسے بدعت کہتے ہیں۔ آج کل اکثر مساجد میں نفل نمازوں کا باجماعت اہتمام پورے زور وشور سے کیا جانا بھی اس سلسلہ کی ایک کڑی ہے۔شب معراج، شب برات، اور لیلۃ القدر جیسی خاص راتوں میں "صلوٰۃ التسبیح" جیسی اہم انفرادی نماز کو اعلانات و اشتہارات کے ذریعے لوگوں کو بلا بلا کر باجماعت ادا کیا جاتا ہے۔حالانکہ فقہاء کرام نے نوافل کی جماعت اور اس کے لئے اعلان و اشتہار بازی کو "مکروہ تحریمی" قرار دیا ہے بغیر دعوت واعلان کے دو یا تین شخص امام کے ساتھ اگر نوافل باجماعت پڑھ لیں تو جائز ہے۔

نبی اکرم ﷺ نے کبھی تعلیم کیلئے اور کبھی تبرکاً ایسی نماز نفل صحابی کے گھر میں ادا فرمائی ہے۔

جیسا کہ حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں!

"ان جدته مليكة رضی اللہ تعالیٰ عنها دعت رسول اللہ ﷺ بطعام صنعته فاكل منه، ثم قال: قوموا فاصلی لكم قال انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنه فقمت الى حصير لنا قد اسود من طول ما لبس فنضحته بماء فقام عليه رسول اللہ ﷺ وصففت انا واليتيم وراءه والعجوز من ورائنا فصلى لنا رسول اللہ ﷺ ركعتين ثم۔۔۔انصرف"[2]

ترجمہ: ان کی دادی حضرت ملیکہ رضی اللہ تعالیٰ عنہانے حضور ﷺ کی کھانا پکا کر دعوت کی۔ کھانا کھانے کے بعد آپ ﷺ نے فرمایا: چلو میں تم کو نماز پڑھاؤں۔ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں: میں ایک چٹائی لیکر آیا جو کثرت استعمال کیوجہ سے سیاہ ہو چکی تھی، میں نے اس کو پانی سے دھویا، پھر اس چٹائی پر رسول اللہ ﷺ کھڑے ہوئے اور میں اور (ایک) یتیم آپ کے پیچھے صف باندھ کر کھڑے ہوئے اور بڑھیا (ام سلیم رضی اللہ تعالیٰ عنہا) ہمارے پیچھے تھیں۔ رسول اللہ ﷺ ہم کو دو رکعت نماز پڑھانے کے بعد تشریف لے گئے۔

امام نووی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: اس یتیم لڑکے کا نام ضمیر بن سعد الحمیری تھا اور بڑھیا حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی والدہ ام سلیم تھیں۔

صحیح بخاری و مسلم کی دیگر احادیث سے پتہ چلتا ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے بعض اوقات فرض نماز کی جماعت بھی گھر میں کروائی ہے۔

اسی طرح تنہا یا باجماعت (دو یا تین مقتدیوں کے ساتھ) نوافل بھی آپ ﷺ نے گھر ہی میں ادا فرمائے ہیں۔

حدیث پاک میں نوافل اور سنتیں گھر میں ادا کرنے کا حکم آیا ہے!

"عن ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنهما، عن النبی ﷺ قال: صلوا فی بیوتکم ولا تتخذوها قبورا"[3]

ترجمہ: حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما بیان کرتے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اپنے گھروں میں (نفل) نماز پڑھو اور ان کو قبرستان نہ بناؤ۔

---

[2](صحیح مسلم: ج: ۱: ص: ۲۳۴)

[3](صحیح مسلم: ج: ۱: ص: ۲۶۵)

سنن موکدہ، غیر موکدہ اور نوافل گھر میں پڑھنا سنت بھی ہے اور باعث اجر وثواب بھی۔

نبی کریم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کا ارشاد گرامی ہے!

"فصلوا ایھاالناس فی بیوتکم فان افضل الصلوٰۃ صلوٰۃ المرء فی بیتہ الا المکتوبۃ"[4]

ترجمہ: اے لوگو! اپنے گھروں میں نماز پڑھو! بے شک آدمی کی بہترین نماز وہ ہے جسے وہ اپنے گھر میں ادا کرے، سوائے فرائض کے۔

ایک اور حدیث شریف میں ہے!

"عن زید بن ثابت قال: قال رسول اللہ ﷺ۔ صلوٰۃ المرء فی بیتہ افضل من صلوٰۃ فی مسجدی ھذا الا المکتوبۃ"[5]

ترجمہ: حضرت بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے: رسول اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا: بندے کیلئے (نفل) نماز اپنے گھر میں ادا کرنا میری اس مسجد میں ادا کرنے سے بھی افضل ہے، سوائے فرائض کے۔

شیخ محقق شیخ عبد الحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اس حدیث کی شرح میں لکھتے ہیں!

"نوافل کو تنہائی اور پوشیدگی میں ادا کرنے کی اہمیت وفضیلت بتانے کیلئے حضورِ اکرم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے بطورِ مبالغہ یوں ارشاد فرمایا ہے، اور آنحضرت صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی مسجد میں ایک نماز پڑھنا ایک ہزار نماز کے برابر ہے جو اس کے علاوہ دیگر مساجد میں ادا کی جائیں علاوہ مسجد الحرام کے۔ نفل اخلاص وللّٰہیت کیلئے ہیں لہٰذا مناسب یہ ہے کہ ان میں نمائش کا پہلو نہ ہو اور لوگوں کی نظر سے چھپ کر ادا کئے جائیں اور فرائض کی بنیاد فروغِ دین اور شعائرِ اسلامی کے اظہار پر ہے لہٰذا ضروری ہے کہ انہیں علی الاعلان ادا کیا جائے"[6]

یہ ارشاد چونکہ تراویح کی چند شب ادائیگی کے موقع پر فرمایا گیا تھا، اس لئے بعض صحابہ کرام، تابعین اور ائمہ مجتہدین کے نزدیک تراویح کی نماز بھی گھر میں پوشیدہ ادا کرنا افضل ہے۔ البتہ ہمارے امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور جمہور ائمہ کے نزدیک فضیلت باجماعت تراویح مسجد میں ادا کرنے میں ہی ہے۔[7]

مسئلہ: ایسے ہی یہ بات بھی لائقِ توجہ ہے کہ جن لوگوں کی سابقہ فرض نمازیں قضا ہو چکی ہوں ان کا نوافل میں مشغول ہونا درست نہیں۔ ایسے حضرات کو چاہئے کہ پہلے اپنی پچھلی فرض نمازیں ادا کریں، پھر نفلی نمازیں پڑھیں، کیونکہ فقہائے کرام فرماتے ہیں!

"نفل بغیر فرض کے دھوکہ ہے، اس کے قبول کی امید تو مفقود ہے جبکہ فرض کے ترک کا عذاب گردن پر موجود ہے"

اعلیٰ حضرت امام اہلسنت مولانا احمد رضا خان بریلوی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں!

---

[4](صحیح بخاری: ج: ۱: ص: ۱۰۱: مطبع کراچی)

[5](رواہ ابوداود والترمذی مشکوۃ: ص: ۱۱۵: فتاویٰ رضویہ: ص: ۴۱۱)

[6](مشکوۃ: ص: ۱۱۵)

[7](اشعۃ اللمعات: حصہ: ۱: ص: ۵۴۶)

"اے عزیز فرض خاص سلطانی قرض ہے اور نفل گویا تحفہ ونذرانہ، قرض ادا نہ کیا جائے اور اوپر اوپر سے بیکار تحفے بھیجے جائیں، تو کیا وہ قابلِ قبول ہونگے؟ خصوصًا اس شہنشاہ غنی کی بارگاہ میں جو تمام جہانوں سے بے نیاز ہے"

مزید نقل کرتے ہیں!

"جب خلیفہٴ رسول اللہ ﷺ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نزع کا وقت ہوا تو آپ نے امیر المؤمنین حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بلا کر فرمایا: اے عمر! اللہ سے ڈرو اور جان لو کہ اللہ کے کچھ کام دن میں ہیں کہ انہیں رات میں کرو تو قبول نہ فرمائے گا اور کچھ کام رات میں ہیں اگر انہیں دن میں کرو تو قبول نہیں ہوں گے اور خبردار رہو کہ کوئی نفل قبول نہیں ہوتا جب تک فرض ادا نہ کر لیا جائے"[8]

حضور پر نور سیدنا غوث الاعظم، مولائے اکرم حضرت شیخ محی الملۃ والدین ابو محمد عبد القادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی کتاب مستطاب فتوح الغیب شریف میں کیا کیا جگر شگاف مثالیں ایسے شخص کیلئے ارشاد فرمائی ہیں جو فرض چھوڑ کر نفل بجالائے فرماتے ہیں!

"اس کی مثال ایسے ہے جیسے کسی شخص کو بادشاہ اپنی خدمت کیلئے بلائے، یہ وہاں تو حاضر نہ ہو اور بادشاہ کے غلام کی خدمت گاری میں لگا رہے"

پھر حضرت امیر المؤمنین سیدنا مولیٰ علی المرتضی کرم اللہ وجہہ سے اس کی مثال نقل فرمائی کہ جناب ارشاد فرماتے ہیں!

"ایسے شخص کا حال اس عورت کی طرح ہے جسے حمل رہا، جب بچہ ہونے کے دن قریب آئے اسقاط ہو گیا اب نہ وہ حاملہ ہے نہ بچے والی"

حضرت علی المرتضی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ کا فرمان بھی "فتوح الغیب" میں نقل کرتے ہیں!

"فان اشتغل بالسنن والنوافل قبل الفرائض لم یقبل منہ واھین"

ترجمہ: یعنی اگر فرائض چھوڑ کر سنن ونوافل میں مشغول ہو گا تو وہ قبول نہیں ہوں گے الٹا وہ خوار کیا جائے گا۔

حضرت شیخ عبد الحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اس کی شرح میں فرماتے ہیں!

"جو چیز لازم وضروری ہے اسے چھوڑ دینا اور غیر ضروری کا اہتمام کرنا عقل وشعور سے دور ہے، کیونکہ عقل مند شخص کی نظر میں تکلیف دہ چیز کو دور کرنا بہ نسبت نفع بخش چیز کے حصول کے زیادہ ضروری ہے بلکہ حقیقی نفع اسی صورت میں ممکن ہے"[9]

اسی سلسلہ میں حضرت شیخ الشیوخ شہاب الدین عمر صدیقی سہروردی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں!

حضرت شیخ خواص کا فرمان ہے!"اللہ تعالیٰ نوافل کو اس وقت تک قبول نہیں فرماتا جب تک کہ فرض ادا نہ کئے جائیں"

اللہ تعالیٰ ایسے بندوں کے بارے میں فرماتا ہے!

"تمہاری مثال اس بُرے بندے کی ہے جو قرض ادا کرنے سے پہلے ہدیہ پیش کرتا ہے"(عوارف المعارف: مترجم: ص:۴۷۵)

---

[8] (فتاویٰ رضویہ: ج:۴: ص:۴۳۷، ۴۳۶)

[9] (فتاویٰ رضویہ: ج:۴: ص:۴۳۷)

صلوۃ التسبیح کی فضیلت

صلوٰۃ التسبیح ایک نفلی عبادت ہے، جس کی فضیلت اور اجر وثواب کا بیان حدیث شریف میں ہے!

"عن ابن عباس قال: قال رسول اللہ ﷺ للعباس بن عبد المطلب یا عباس! یا عماہ! الا اعطیک، الا امنحک، الا اخبرک وفی روایۃ الترمذی الا احبؤک، الا افعل لک عشر خصال، اذا انت فعلت ذلک غفر اللہ لک ذنبک اولہ واخرہ، وقدیمہ وحدیثہ وخطاہ وعمدہ وصغیرہ وکبیرہ وسرہ وعلانیتہ، عشر خصال: ان تصلی اربع رکعات تقرأفی کل رکعۃ بفاتحۃ الکتاب وسورۃ فاذافرغت من القراءۃ فی اول رکعۃ قلت وانت قائم سبحان اللہ والحمد للہ ولا الہ الا اللہ واللہ اکبر، وخمس عشرۃ مرۃ ثم ترکع فتقول وانت راکع عشرا ثم ترفع راسک من الرکوع فتقولھا عشرا ثم تھوی ساجدا فتقولھا وانت ساجد عشرا۔ ثم ترفع راسک من السجود فتقولھا عشرا فذلک خمسۃ وسبعون فی کل رکعۃ تفعل فی اربع رکعات۔ ان استطعت ان تصلیھا فی کل یوم مرۃ فافعل۔ فان لم تستطع ففی کل جمعۃ مرۃ، فان لم تفعل ففی کل شھر مرۃ۔ فان لم تفعل ففی عمرک مرۃ" (سنن ابن ماجہ: ج: ۱ :ص: ۴۴۳: رقم: ۱۳۸۷: الجامع الترمذی عن ابی رافع: ج: ۱ :ص: ۱۰۹ : ابو داؤد: البیھقی: مشکوۃ: ص: ۱۱۷)

ترجمہ: حضرت عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے انہوں نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے حضرت عباس بن عبد المطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے فرمایا! اے عباس: اے چچا جان! کیا میں آپ کو عطانہ کورں، کیا میں آپ کو نہ نوازوں کیا میں آپ پر نوازشات نہ کروں۔ کیا میں آپ کو ایسی دس چیزوں سے آگاہ نہ کروں کہ جب آپ ان کو سر انجام دیں تو اللہ تعالیٰ آپ کے اگلے پچھلے، نئے پرانے، دانستہ نادانستہ، چھوٹے بڑے، خفیہ اور اعلانیہ تمام گناہ معاف فرما دے۔ وہ دس امور یہ ہیں: کہ آپ چار رکعت نماز پڑھیں، جس کی ہر رکعت میں سورۃ فاتحہ اور اس کے ساتھ کوئی سورۃ پڑھیں، قرائت کے بعد پہلی رکعت کے قیام میں پندرہ بار۔۔۔ سبحان اللہ والحمد للہ ولا الہ الا اللہ واللہ اکبر پڑھیں، پھر رکوع کریں اور دس بار ایسا ہی پڑھیں، پھر رکوع سے سر اٹھائیں اور دس بار یہی پڑھیں، پھر سجدے میں جھک جائیں اور حالتِ سجدہ میں ایسے ہی پڑھیں، یوں ایک رکعت میں پچھتر (۷۵) بار پڑھا جائے گا۔ چاروں رکعتوں میں اس طرح کریں۔ اگر ہو سکے تو یہ نماز ہر روز ایک بار پڑھیں اور اگر نہ ہو سکے تو ہر ہفتہ میں ایک بار اور اگر یہ بھی نہ ہو سکے تو ہر مہینہ میں ایک بار اور اگر یہ بھی نہ کر سکو تو اپنی عمر میں ایک بار پڑھو۔

جامع ترمذی میں درج ذیل الفاظ اس روایت میں زائد ہیں۔

"لو کانت ذنوبک مثل رمل عالج غفرھا اللہ لک"

ترجمہ: اگر تمہارے گناہ ریت کے ذرّات جتنے بھی ہوں تو اللہ تعالیٰ تمہارے ان گناہوں کو بخش دے گا۔ اسی طرح ترمذی میں "فی کل سنۃ" (ہر سال میں ایک مرتبہ) کے الفاظ بھی وارد ہیں

صلوٰۃ التسبیح کا طریقہ

امام ترمذی نے حضرت سیدنا عبد اللہ بن مبارک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے صلوٰۃ التسبیح کی ادائیگی کا درج ذیل طریقہ روایت کیا ہے۔

”قال۔ یکبر ثم یقول سبحانک اللّٰھم وبحمدک وتبارک اسمک وتعالٰی جدک ولا الہ غیرک، ثم یقول خمس عشرۃ مرۃ۔۔۔ سبحان اللہ والحمد للہ ولا الہ الا اللہ واللہ اکبر ثم یتعوذ ویقرأ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم وفاتحۃ الکتاب وسورۃ، ثم یقول عشر مراۃ۔۔۔سبحان اللہ والحمدللہ ولا الہ الا اللہ واللہ اکبر“[10]

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا تکبیر تحریمہ کے بعد ثناء پڑھ کر پندرہ بار سبحان اللہ والحمد للہ ولا الہ الا اللہ واللہ اکبر پڑھے۔ پھر تعوذ اور بسم اللہ الرحمن الرحیم پڑھ کر سورۃ فاتحہ پڑھے اور کوئی سورۃ تلاوت کرے۔ اس کے بعد دس بار تسبیح (تیسرا کلمہ) پڑھے۔ ایسے ہی آخر تک چار رکعتیں مکمل کرے۔

ابن ابی رزمہ کہتے ہیں۔ میں نے حضرت عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے کہا اگر نمازی سے اس نماز میں سہو (غلطی) ہو جائے تو کیا وہ سجدہ سہو میں دس دس بار تسبیح پڑھے؟

”قال لا انما ھی ثلثمائۃ تسبیحۃ“ تو انہوں نے فرمایا: نہیں یہ نماز بس تین سو تسبیحات پر مشتمل ہے۔[11]

عظیم حنفی فقیہہ ابراہیم حلبی (م ۹۵۶ھ) فرماتے ہیں!

”وھٰذہ الصفۃ التی ذکرھا ابن المبارک ھی التی ذکر فی مختصر البحر وھی الموافقۃ لمذھبنا لعدم الاحتیاج فیھا الی جلسۃ الاستراحۃ اذھی مکروھۃ عندنا“

ترجمہ: حضرت ابن مبارک رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا ارشاد فرمودہ طریقہ وہی ہے جو مختصر البحر الرائق میں نقل کیا گیا ہے اور یہ ہمارے مذہب حنفی کے مطابق ہے کیونکہ اس میں جلسہ ٔاستراحت کی حاجت باقی نہیں رہتی جو کہ ہمارے (یعنی احناف کے) نزدیک مکروہ ہے۔[12]

ترمذی شریف کے حاشیہ میں ہے!

”نمازی کو چاہئے کہ کبھی عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ والی روایت کے مطابق عمل کرے اور کبھی عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے فرمان پر عمل کرے اور اس نماز کو زوال کے بعد ظہر سے پہلے ادا کرے اور اس کی رکعتوں میں کبھی بالترتیب سورۃ زلزال، العادیات، سورۃ النصر اور سورۃ اخلاص پڑھے۔ اور کبھی سورۃ التکاثر، کافرون اور اخلاص تلاوت کرے۔ اور دعا تشہد کے بعد سلام پھیرنے سے پہلے پڑھے پھر سلام پھیر کر اپنی حاجات طلب کرے۔ ہمارے بیان کردہ یہ امور سنت سے ثابت ہیں“

احیاء العلوم میں ہے اگر لا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم کے الفاظ کا اضافہ کرے تو اچھا ہے۔

---

[10] (ترمذی:ص:۱۰۹)

[11] (ترمذی:ج:۱:ص:۱۱۰)

[12] (حلبی کبیر:ص:۴۳۲:مطبوعہ سہیل اکیڈمی لاہور)

حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس نماز کو جمعہ کے دن زوال کے بعد ادا کرتے تھے۔ متقدمین اور متاخرین کا اس حدیث کی صحت کے بارے میں اختلاف ہے۔ امام ابن خزیمہ اور امام حاکم نے اسے صحیح کہاہے۔ محدثین کی ایک جماعت نے اسے حسن کہاہے، امام عسقلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں، یہ حدیث حسن درجہ کی ہے۔ ابن جوزی نے اسے موضوعات میں درج کر کے برا کیاہے۔

امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے مروی ہے، کہ وہ صلوٰۃ التسبیح کے آخر میں سلام پھیرنے سے پہلے یہ دعا پڑھتے تھے۔

"اللّٰھم انی اسئلک توفیق اھل الھدی و اعمال اھل الیقین و مناصحۃ اھل التوبۃ و عزم اھل الصبر حذر اھل الخشیۃ و طلب اھل الرغبۃ و تعبد اھل الورع و عرفان اھل العلم حتیٰ اخافک۔ اللّٰھم انی اسئلک مخافۃ تحجرنی عن معاصیک حتی اعمل بطاعتک عملا استحق بہ الرضا و حتی اناصحک فی التوبۃ خوفا منک و حتی اخلص لک النصیحۃ حبالک و حتی التوکل علیک فی الامور کلھا و حسن ظن بک سبحان خالق النور"[13]

مسئلہ: صلوٰۃ التسبیح دن کے وقت ادا کرنا مسنون اور باعث اجر وثواب ہے۔ آدھی رات کے وقت مسجد میں لاؤڈ اسپیکر کھول کر اعلانیہ اس نماز کو ادا کرنا نوافل کے روح کے منافی ہے۔ اور اگر اس سے کسی مسلمان کو تکلیف پہنچے تو سخت ناجائز اور ممنوع ہے۔

امام اہل سنت مولانا احمد رضا قادری برکاتی قدس سرہ فرماتے ہیں۔

"جہاں کوئی نماز پڑھتا ہو یا سوتا ہو کہ با آواز پڑھنے سے اس کی نماز یا نیند میں خلل آئے گا وہاں قرآن مجید و وظیفہ ایسی آواز سے پڑھنا منع ہے (حتیٰ کہ) مسجد میں جب اکیلا تھا اور با آواز پڑھ رہا تھا جس وقت کوئی شخص نماز کے لئے آئے فورًا آہستہ ہو جائے" **و اللہ تعالیٰ اعلم۔**[14]

مسئلہ: شبینہ کہ ایک یا چند حافظ ملکر کرتے ہیں مکروہ ہے، اکابر نے ایک ایک رات میں برسوں ختم فرمایاہے مگر وہ خالص اپنے لئے نہ کہ جماعت میں ہر قسم کے لوگ ہوں خصوصًا اکثر بلکہ شاید تمام وہی ہوں جو اسے بوجھ سمجھیں اور شرما شرمی میں شریک ہوں۔

حدیث صحیح میں ہے۔

"اذاام احدکم فلیخفف" (و اللہ تعالیٰ اعلم)

ترجمہ: جب تم میں سے کوئی امامت کروائے تو ہلکی نماز پڑھائے۔[15]

"نوافل کی جماعت مکروہ ہے"

---

[13](حاشیۃ ترمذی:ص:۱۱۰:اشعۃ اللمعات:ج:۱:ص:۵۵۱)

[14](فتاویٰ رضویہ جلد سوم:ص:۲۱۹)

[15](فتاویٰ رضویہ جلد سوم:ص:۵۰۳)

نفل کے معنی اضافی اور زائد کے ہیں اصطلاحِ شرع میں فرائض وواجبات اور سنن مؤکدہ کے علاوہ دیگر عبادات کیلئے استعمال ہوتا ہے۔ اذان اور جماعت چونکہ فرائض کے ساتھ خاص ہیں۔ اس لئے غیر فرض کو اعلان اور جماعت کے ساتھ ادا کرنا شریعتِ اسلامیہ میں ناپسندیدہ عمل ہے۔ تراویح اور رمضان میں وتر کی جماعت اپنے مخصوص احکام کے باعث اس سے مستثنیٰ ہے۔

صلوٰۃ التسبیح اور دیگر تمام نفلی عبادات بجائے اعلان واشتہار کے تنہا خفیہ اور گھروں میں ادا کی جانی چاہئیں تاکہ ان کے اصل مقصود یعنی قربِ الٰہی کے حصول کی صورت میسر آسکے۔

ہمارے ائمہ احناف اور فقہائے عظام نے نوافل کی جماعت اور اس کیلئے اعلان واشتہار بازی کو "مکروہ تحریمی" قرار دیا ہے۔ بغیر دعوتِ اعلان کے دو یا تین افراد امام کے ساتھ اگر نوافل باجماعت پڑھ لیں تو جائز ہے۔

آیئے فقہائے کرام اور ائمہ ملت کے ارشادات کی روشنی میں اس مسئلے کا جائزہ لیتے ہیں۔

الامام الحافظ المجتہد الربانی محمد بن حسن الشیبانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں!

"قلت وتری فی کسوف القمر صلٰوۃ؟ قال نعم الصلٰوۃ فیہ حسنۃ۔ قلت فھل یصلون جماعۃ کما یصلون فی کسوف الشمس؟ قال۔ لا۔ قلت فھل تکرہ الصلٰوۃ فی التطوع جماعۃ ما خلا قیام رمضان و صلٰوۃ کسوف الشمس؟ قال۔ نعم۔ و لا ینبغی ان یصلی فی کسوف الشمس جماعۃ الا الامام الذی یصلی الجمعۃ فاما ان یصلی الناس فی مساجدھم جماعۃ فانی لا احب ذلک، و لیصلوا وحدانا"

ترجمہ: میں نے حضرت امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھا: کیا آپ کے نزدیک چاند گرہن کی نماز ہے؟ تو آپ نے فرمایا ہاں۔ ایسے میں نماز پڑھنا اچھا ہے۔ میں نے پوچھا: کیا اسے سورج گرہن کی طرح جماعت سے پڑھا جائے؟ تو امام صاحب نے فرمایا نہیں۔ میں نے پوچھا: کیا آپ تراویح اور کسوف شمس (سورج گرہن) کے علاوہ نفل نمازوں کی جماعت کو مکروہ سمجھتے ہیں؟ تو امام اعظم علیہ الرحمۃ نے فرمایا: ہاں۔ اور مناسب نہیں کہ سورج گرہن کی نماز سوائے امام جمعہ کے کوئی اور پڑھائے مجھے یہ بات پسند نہیں ہے کہ لوگ اس نماز کو اپنی مساجد میں جماعت سے پڑھیں۔ اور اگر ایسا ہو تو چاہئے کہ الگ الگ ادا کریں۔[16]

اسی طرح نفل باجماعت ادا کرنے کے بارے میں مفتیٔ اعظم پاکستان حضرت علامہ مفتی محمد وقار الدین قادری رضوی علیہ الرحمۃ وقار الفتاویٰ: ج:۲: ص:۲۲۶: میں فرماتے ہیں۔

"مذہبِ حنفی میں نفل نماز جماعت کے ساتھ اہتمام کرکے اور لوگوں کو دعوت دے کر پڑھنا مکروہ ہے"

البنایۃ فی شرح الھدایۃ

لابی محمد محمود بن احمد العینی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ: ج:۲: ص:۶۶۸: میں فرماتے ہیں!

صلٰوۃ النفل بالجماعۃ مکروھۃ ما خلا قیام رمضان و صلٰوۃ الکسوف

---

[16] (باب الصلٰوۃ الکسوف: ج:۱: ص:۴۴۳: مجلس دائرۃ المعارف العثمانیہ وحیدر آباد دکن: الھند)

ترجمہ: نفل جماعت کے ساتھ رمضان شریف کے علاوہ اور صلوٰۃ کسوف کے علاوہ باقی سب مکروہ ہیں۔

ردالمحتار علیٰ الدر المختار: حاشیہ ابن عابدین

"ولا یصلی الوتر ولا التطوع بجماعۃ خارج رمضان۔ ای یکرہ ذلک لو علی سبیل التداعی وان کان علی سبیل المواظبۃ کان بدعۃ مکروھۃ"

ترجمہ: یعنی وتر اور نفل کی جماعت رمضان شریف کے علاوہ اگر تداعی کے ساتھ ہو تو مکروہ ہے اور اگر ہمیشگی کے ساتھ ہو تو بدعت مکروہ ہے۔

وفی الاشباہ عن البزازیۃ!

"یکرہ الاقتداء فی صلوٰۃ رغائب۔ ھی التی فی رجب فی اول لیلتی جمعۃ منہ۔ وبراءۃ۔ ھی لیلۃ النصف من شعبان۔ وقدر الظاھر ان المراد بھا لیلۃ السابع والعشرین من رمضان"

ترجمہ: اور اشباہ نے بزازیہ سے نقل کیا ہے کہ صلوٰۃ الرغائب وبراءۃ وقدر میں اقتدا مکروہ ہے یعنی ان کو جماعت کے ساتھ ادا کرنا مکروہ ہے۔

المحیط البرھانی: ج: ۲ ص: ۲۶۴: ۲۵۰

تالیف الامام برھان الدین ابی المعالی محمود بن صدر الشریعۃ ابن مازہ البخاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ: ۵۵۱ھ ۶۱۶!

۱۷۲۳ "ولا یصلی تطوعًا بجماعۃ الا قیام رمضان لما روی عن رسول اللہ ﷺ ان قال: صلوٰۃ المرء فی بیتہ افضل من صلوٰتہ فی المسجد الا المکتوبۃ (مشکوٰۃ: ص: ۱۱۴) ولو جاز اداء النافلۃ بالجماعۃ لکان اداءھا فی المسجد افضل کما فی المکتوبۃ ولان الجماعۃ لاظھار الشعائر فیختص بالمکتوبات"

۱۷۲۴ "وحکی عن الشیخ الامام الاجل شمس الائمۃ السرخسی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ان التطوع بالجماعۃ انما یکرہ اذا کان علی سبیل التداعی اما اذا اقتدی واحد بواحد او اثنان بواحد لا یکرہ واذا اقتدی ثلاثۃ بواحد ذکر ھو رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ان فیہ اختلاف المشائخ قال بعضھم یکرہ وقال بعضھم لا یکرہ واذا اقتدی اربعۃ بواحد یکرہ بلا خلاف"

ترجمہ: نماز نفل جماعت کے ساتھ ادا نہ کئے جائیں سوائے رمضان کے (مراد اس سے تراویح ہے نہ کہ دوسرے نوافل) اس لئے کہ حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: بندے کیلئے (نفل) نماز اپنے گھر میں ادا کرنا میری اس مسجد میں ادا کرنے سے بھی افضل ہے سوائے فرائض کے۔ اگر نفل کی جماعت جائز ہوتی تو اس کا ادا کرنا مسجد میں افضل ہوتا۔ جیسے کہ فرائض میں۔ اس لئے کہ جماعت شعائر کے اظہار کیلئے ہے اور یہ شعائر اسلام خاص ہیں فرضوں کے ساتھ اور شمس الائمہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے روایت ہے کہ نفل با جماعت مکروہ ہے اگر تداعی کے ساتھ ہو۔ اگر ایک کے پیچھے ایک یا ایک کے پیچھے دو کا اقتداء ہو تو مکروہ نہیں اگر ایک کے پیچھے تین ہوں تو شمس الائمہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ اس میں مشائخ کا اختلاف ہے بعض کہتے ہیں کہ مکروہ ہے اور بعض کہتے ہیں کہ مکروہ نہیں ہے۔ اگر ایک کے پیچھے چار اقتدا کریں تو سب کے نزدیک مکروہ ہے بلا خلاف۔

"النفل بالجماعۃ بما شاؤ وایکرہ"

ترجمہ: یعنی نفل نماز جماعت کے ساتھ جیسے بھی ہو مکروہ ہے۔

شیخ عبد الحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اس حدیث شریف کی شرح میں لکھتے ہیں نوافل کو تنہائی اور پوشیدگی میں ادا کرنے کی اہمیت و فضیلت بتانے کیلئے حضور اکرم ﷺ نے بطور مبالغہ یوں ارشاد فرمایا ہے اور حضور اکرم ﷺ کی مسجد میں ایک نماز پڑھنا ایک ہزار نماز کے برابر ہے۔ جو اس کے علاوہ دیگر مساجد میں ادا کی جائے علاوہ مسجد الحرام کے۔ اور اس میں یہ بھی اشارہ ہے کہ نوافل کی مشروعیت چونکہ قربِ الٰہی کے حصول اور اظہارِ اخلاص وللّٰہیت کیلئے ہے لہٰذا مناسب یہ ہے کہ ان میں نمائش کا پہلو نہ ہو۔ اور لوگوں کی نظر سے چھپ کر ادا کئے جائیں اور فرائض کی بنیاد فروغِ دین اور شعائرِ اسلامی کے اظہار پر ہے لہٰذا ضروری ہے کہ انہیں علی الاعلان ادا کیا جائے۔[17]

كتاب الفقه على المذاهب الاربعة

تاليف عبدالرحمٰن الجزيرى: الجزء الاول: ص: ۳۳۸: صلٰوة النافلة فى المنزل افضل لقول عليه الصلٰوة والسلام!

"صلوا ايها الناس فى بيوتكم فان افضل الصلٰوة صلٰوة المرء فى بيته الا المكتوبة" (راوه البخارى ومسلم ويستثنى النافلة التى شرعت لها الجماعة كالتراويح)

ترجمہ: نفل نماز گھر میں پڑھنا افضل ہے حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا اے لوگو! اپنے گھروں میں نماز پڑھو۔ بیشک آدمی کی بہترین نماز وہ ہے جسے وہ اپنے گھر میں ادا کرے سوائے فرائض کے اور اس سے مستثنیٰ ہے وہ نوافل جس کیلئے جماعت شروع کی گی ہے۔ جیسے کہ تراویح۔

شرح الياس

سنه هجرى ۱۳۰۱ه: ص: ۷۳: طبع بمطبع فتح الكريم الواقع فى البمبئى

شمس الائمہ فرماتے ہیں!

"التطوع بالجماعة انما يكره على سبيل التداعى اما لو اقتدى واحد بواحد و اثنان بواحد لا يكره فان اقتدى ثلاث بواحد اختلف فيه وان اقتدى اربعة بواحد كره اتفاقًا"

ترجمہ: یہ مبارک فرماتے ہیں نفل جماعت اگر تداعی کے ساتھ ہو تو مکروہ ہے اگر ایک کے پیچھے ایک یا ایک کے پیچھے دو اقتدا کریں تو مکروہ نہیں ہے۔ اگر ایک کے پیچھے تین ہوں تو اس میں اختلاف ہے اگر ایک کے پیچھے چار اقتدا کریں تو اتفاقاً مکروہ ہے۔

الفتاوى الوالوالجية: ج: ۱: ص: ۱۱۷:

للامام الفقیہ ابی الفتح ظہیر الدین عبد الرشید بن ابی حنیفہ ابن عبد الرزاق الوالوجی فرماتے ہیں!

"وصلٰوة التطوع بالجماعة ليست بمستحبة"

ترجمہ: نفل نماز باجماعت مستحب نہیں۔

منية المصلى مع التعلق المجلى

للفقيه المحدث العلامة وصى احمد السورتى رحمة الله تعالٰى عليه: ص: ۴۰۶: حاشيه: ۳: "والجماعة فى النفل فى غير رمضان مكروه فالاحتياط تركها"

---

[17] (اشعة اللمعات شرح مشكٰوة شريف: ج: ۱ ص: ۵۸۴)

رمضان شریف کے علاوہ نفل باجماعت مکروہ ہے احتیاط اس میں ہے کہ نفل باجماعت ادا نہ کئے جائیں۔

المبسوط لشمس الدین السرخسی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ[18]

"والاصل فی التطوع اداءھا فرادی"

ترجمہ: یعنی اصل نفل نماز تنہا پڑھنا ہے۔

"والاصل فی التطوعات ترک الجماعۃ فیھا ما خلا قیام رمضان لاتفاق الصحابۃ علیہ وکسوف الشمس لورود الاثر بہ الا تری ان ما یؤدی بالجماعۃ من الصلوٰۃ یؤذن لھا ویقام ولا یؤذن للتطوعات ولا یقام فدل انھا لا تودی بالجماعۃ"

ترجمہ: نوافل کی اصل یہ ہے کہ اس میں جماعت کو ترک کیا جائے سوائے تراویح کی نماز کے کیونکہ اس پر صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین کا اتفاق ہے اور نماز کسوف (سورج گرہن) کیونکہ اس کے بارے میں اقوال صحابہ وارد ہوئے ہیں۔ آیا تم نہیں دیکھتے کہ نماز باجماعت کیلئے اذان اور اقامت کہی جاتی ہے اور حال یہ ہے کہ نفل کیلئے اذان اور اقامت نہیں کہی جاتی۔ تو یہ بات دلالت کرتی ہے اس پر کہ نفل نماز جماعت کے ساتھ ادا نہ کی جائے

"ولنا ان الاصل فی النوافل الاخفاء فیجب صیانتھا عن الاشتھار ما امکن وفیما قالہ الخصم اشھار فلا یعمل بہ بخلاف الفرائض لان مبناھا علی الاعلان والاشھار وفی الجماعۃ اشھار فکان احق یوضح ما قلنا ان الجماعۃ لو کانت مستحبۃ فی حق النوافل لفعلہ المجتھدون القائمون باللیل لان کل صلوٰۃ جوزت علی وجد الانفراد وبالجماعۃ کانت الجماعۃ فیھا افضل ولم ینقل اداؤھا بالجماعۃ فی عصرہ ﷺ ولا فی زمن الصحابۃ رضوان اللہ تعالیٰ علیھم اجمعین ولا فی زمن غیرھم من التابعین فالقول بھا مخالف للامۃ اجمع وھٰذا باطل"

ترجمہ: ہمارا موقف یہ ہے کہ نوافل کی بنیاد اخفا (پوشیدگی) پر ہے لہٰذا اس کو اظہار واشتہار سے ہر ممکن طور پر بچانا واجب ہے اور وہ جو قول مخالف اس بارے میں اظہار کا ہے اس پر عمل نہیں کیا جائے گا کیونکہ اس میں فرائض کی مخالفت ہے کیونکہ فرائض کی بنیاد اعلان واظہار پر ہے اور جماعت میں اظہار کا پہلو ہے اور فرائض اس کے زیادہ مستحق ہیں۔ ہماری بات سے واضح ہوا کہ اگر جماعت کی نماز مستحب ہوتی تو شب زندہ دار مجتہدین اس کا اہتمام کرتے۔ کیونکہ ہر وہ نماز جس میں جماعت اور انفرادیت دونوں جائز ہوں تو اسے جماعت سے ادا کرنا زیادہ افضل ہے۔ حالانکہ ایسی کوئی روایت نہیں جس سے ثابت ہوتا ہو کہ حضور ﷺ کے زمانہ مبارکہ میں اس نماز کو باجماعت ادا کیا گیا ہو نہ ہی صحابہ کرام اور ان کے علاوہ تابعین کے عہد میں ایسا ہوا ہو لہٰذا نوافل کی جماعت اجماعِ امت کے خلاف ہونے کے باعث باطل ہے۔

خلاصۃ الفتاوی: ج:۱: ص:۶۳: ۱۵۳:

تالیف الشیخ الاجل والامام الاکمل الفقیہ الامجد طاہر بن عبد الرشید البخاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ لکھتے ہیں!

"ولو زاد علی العشرین بالجماعۃ یکرہ عندنا بناء علی ان صلوٰۃ التطوع بالجماعۃ مکروہ"

ترجمہ: اگر نماز تراویح باجماعت ادا کرنے کے ساتھ اگر بیس سے زیادہ ہو جائے تو یہ مکروہ ہے یہ بات بناء ہے اس پر کہ نفل نماز باجماعت مکروہ ہے۔

---

[18] ج: ۱: ص: ۲۶: ۷۵: ص: ۱۴۴: مکتبہ دار الفکر

"ولا يصلی التطوع بجماعة الا فی شهر رمضان وعن شمس الائمة السرخسی رحمة اللہ تعالٰی علیہ ان التطوع بالجماعة انما یکرہ اذا کان علی سبیل التداعی اما لو اقتدی واحدًا واثنان بواحد یکرہ واذا اقتدی ثلثة بواحد اختلف فیہ وان اقتدی اربعة بواحد کرہ اتفاقا الاقتداء فی الوتر خارج رمضان یکرہ وذکر القدوری لا یکرہ واصل ھٰذا ان التطوع بالجماعة اذا کان علی سبیل التداعی یکرہ فی الاصل للصدر الشھید رحمة اللہ تعالٰی علیہ اما اذا صلوا بجماعة بغیر اذان واقامة فی ناحیة المسجد لا یکرہ وقال شمس الائمة الحلوانی رحمة اللہ تعالٰی علیہ ان کان سوی الامام ثلاثة لا یکرہ بالاتفاق وفی الاربع اختلف المشائخ"

ترجمہ: نماز نفل سوائے رمضان (تراویح) کے باجماعت ادا نہ کیا جائے۔ امام سرخسی رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ سے منقول ہے کہ نوافل کی جماعت اگر اعلان واشتہار سے ہو تو مکروہ ہے البتہ ایک یا دو مقتدی اگر ایک شخص کے پیچھے پڑھیں تو مکروہ نہیں اور اگر تین افراد ایک کی اقتدا کریں تو اس میں اختلاف ہے اور اگر چار افراد ایک امام کے پیچھے پڑھیں تو بالاتفاق مکروہ ہے۔

رمضان المبارک کے علاوہ وتر کی جماعت بھی مکروہ ہے۔

امام قدوری رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کہتے ہیں کہ مکروہ نہیں اس کی اصل یہ ہے کہ نوافل کی جماعت اگر تداعی اعلان واشتہار سے ہو تو مکروہ ہے۔ "کتاب الاصل لصدر الشہید رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ" میں ہے البتہ اگر بغیر اذان واقامت اعلان واشتہار کے مسجد کے کونے میں جماعت سے پڑھے تو مکروہ نہیں۔

امام شمس الائمہ حلوانی رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کہتے ہیں اگر امام کے علاوہ تین افراد ہوں تو بالاتفاق مکروہ نہیں اور چار میں مشائخ کا اختلاف ہے۔

کتاب الاصل المعروف بالمبسوط

للامام الحافظ المجتہد الربانی ابی عبد اللہ محمد بن الحسن الشیبانی رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ المتوفی سنہ ۱۸۹ھ:ج:۱:ص:۴۴۳: (باب الصلٰوۃ الکسوف) میں لکھتے ہیں!

"قلت: وتری فی کسوف القمر صلٰوة؟ قال نعم الصلٰوة فیہ حسنة قلت فھل یصلون جماعة کما یصلون فی کسوف الشمس؟ قال لا قلت فھل تکرہ الصلٰوة فی التطوع جماعة ما خلا قیام رمضان وصلٰوة کسوف الشمس؟ قال نعم ولا ینبغی ان یصلی فی کسوف الشمس جماعة الا الامام الذی یصلی الجمعة، فاما ان یصلی الناس فی مساجدھم جماعة فانی لا احب ذلک، ولیصلوا وحدانا"

ترجمہ: میں نے حضرت امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے پوچھا! کیا آپ کے نزدیک چاند گرہن کی نماز ہے؟ تو آپ نے فرمایا: ہاں! ایسے میں نماز پڑھنا اچھا ہے۔ میں نے پوچھا کیا اسے سورج گرہن کی نماز کی طرح جماعت سے پڑھا جائے؟ تو امام صاحب نے فرمایا: نہیں! میں نے پوچھا۔ کیا آپ تراویح اور کسوف شمس (سورج گرہن) کے علاوہ نفل نمازوں کی جماعت کو مکروہ سمجھتے ہیں؟ تو امام اعظم علیہ الرحمۃ نے فرمایا: ہاں! اور مناسب نہیں کہ سورج گرہن کی نماز سوائے امام جمعہ کے کوئی اور پڑھائے۔ مجھے یہ بات پسند نہیں ہے کہ لوگ اس نماز کو اپنی مساجد میں جماعت سے پڑھیں اور اگر ایسا ہو تو چاہئے کہ الگ الگ ادا کریں۔

بدائع الصنائع فی ترتیب الشرائع

تالیف: الامام علاء الدین ابی بکر بن مسعود الکاسانی الحنفی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ الملقب بملک العلماء المتوفی سنۃ ۵۸۷: الناشر: ایچ ایم سعید کمپنی: ج: ۱: ص: ۲۹۸:

فرائض ونوافل کے مابین فرق بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں!

"ومنها ان الجماعۃ فی التطوع لیست بسنۃ الا فی قیام رمضان وفی الفرض واجبۃ او سنۃ مؤکدۃ لقول النبی ﷺ صلٰوۃ المرء فی بیتہ افضل من صلٰوتہ فی مسجدہ الا المکتوبۃ وروی ان النبی ﷺ کان یصلی رکعتی الفجر فی بیتہ ثم یخرج الی المسجد ولان الجماعۃ من شعائر الاسلام وذلک مختص بالفرائض او الواجبات دون التطوعات وانما عرفنا الجماعۃ سنۃ فی التراویح بفعل رسول اللہ ﷺ واجماع الصحابۃ رضی اللہ تعالٰی عنہم اجمعین"

ترجمہ: ایک اور فرق یہ ہے کہ نفل نماز سوائے رمضان المبارک کے دوسرے ایام میں باجماعت ادا کرنا جائز نہیں ہے جبکہ فرض نمازوں میں جماعت واجب ہے یا سنت موکدہ۔ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: فرض نمازوں کے سوا باقی تمام نمازیں مرد کیلئے گھر میں ادا کرنا مسجد میں ادا کرنے سے افضل ہے۔ نیز مروی ہے کہ حضور اکرم ﷺ نماز فجر کی دو رکعات اپنے گھر میں ادا فرماتے تھے پھر آپ مسجد کی طرف نکلتے تھے علاوہ ازیں اس لئے بھی کہ جماعت شعائرِ اسلام میں سے ہے۔ لہٰذا وہ فرائض یا واجبات کے ساتھ مخصوص ہو گی نہ کہ نوافل کے ساتھ اور نماز تراویح کا باجماعت ادا کرنا مسنون ہے تو وہ اس لئے کہ اسے جماعت سے پڑھنے کا طریقہ ہمیں حضور اکرم ﷺ کی سنت اور صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے اجماع سے معلوم ہوا ہے۔

حاشیۃ تبیین الحقائق شرح کنز الدقائق: ص: ۱۷۸:

امام فخر الدین عثمان بن علی الزیلعی کی شرح کے حاشیہ میں ہے!

"ان نفس التراویح سنۃ واداؤھا بجماعۃ مستحب قال فی البدائع اذا صلوا التراویح ثم ارادوا ان یصلوھا ثانیا یصلون فرادی لا بجماعۃ لان الثانیۃ تطوع مطلق والتطوع المطلق بجماعۃ مکروہ"

ترجمہ: تراویح بذات خود سنت ہے اور اسے باجماعت ادا کرنا مستحب ہے۔ صاحب بدائع الصنائع کہتے ہیں: جب تراویح کی نماز ادا کر چکیں اور پھر دوبارہ پڑھنا چاہیں تو انفرادی طور پر ادا کریں نہ کہ باجماعت کیونکہ دوسری بار پڑھنا نفل مطلق ہے اور نوافل مطلق کو باجماعت پڑھنا مکروہ ہے۔

فتاوی مجمع الانھر فی شرح ملتقی الابحر: ج: ۱: ص: ۱۳۷

للامام عبد الرحمٰن بن شیخ محمد المدعو بشیخ زادہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ۔ دار الاشاعت العربیۃ میں لکھتے ہیں!

"(ویوتر) ای یصلی الوتر (بجماعۃ فی رمضان فقط) لانعقاد الاجماع علیہ کما فی الھدایۃ وفیہ اشارۃ الی انہ لا یوتر بجماعۃ فی غیر شھر رمضان لانہ نفل من وجہ والجماعۃ فی النفل فی غیر رمضان مکروہ"

ترجمہ: یعنی وتر کی نماز صرف رمضان میں باجماعت ادا کریں کیونکہ اس پر اجماع واقع ہو چکا ہے جیسا کہ ہدایہ میں ہے اور اس میں اشارہ ہے کہ رمضان کے علاوہ وتر جماعت سے نہ پڑھیں کیونکہ یہ ایک اعتبار سے نفل ہے اور نفل کی جماعت رمضان (تراویح) کے علاوہ مکروہ ہے۔

الفتاوی الغیاثیة

تالیف: حجۃ الاسلام الامام الکبیر مولانا الشیخ داؤد ابن یوسف الخطیب علی مذھب الامام الاعظم ابی حنیفۃ النعمان ابن ثابت رحمۃ اللہ تعالٰی علیہما: ص:۳۷ میں لکھتے ہیں!

"ان التطوع بجماعة خارج رمضان انما یکره اذا کان علی سبیل التداعی و التجمع اما اذا اقتدی واحدًا او اثنان لا یکره و فی الثالث اختلاف و فی الرابع یکره بلا خلاف"

ترجمہ: یعنی نفل نماز با جماعت رمضان شریف کے علاوہ ادا کرنا مکروہ ہے اگر تداعی کے ساتھ ہو یعنی ایک کے پیچھے دو اقتدا کریں تو کراہیت نہیں، تین میں اختلاف ہے اور اگر ایک کے پیچھے چار اقتدا کریں تو اتفاقی طور پر مکروہ ہے۔

قطب الارشاد

مولانا قطب الارشاد الحاج فقیر اللہ بن عبد الرحمٰن الحنفی رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ: ص:۲۷۸ میں لکھتے ہیں!

"ان النفل بالجماعة علی سبیل التداعی مکروه ماعدی التراویح و صلٰوة الکسوف و الاستسقاء فعلم ان کل من صلٰوة الرغائب لیلة اول جمعة من رجب و صلٰوة البراءة لیلة النصف من شعبان و صلٰوة القدر لیلة السابع و العشرین من رمضان بالجماعة بدعة مکروهة"

ترجمہ: نفل جماعت کے ساتھ اگر تداعی کے ساتھ ہو تو مکروہ ہے ماسوا نماز تراویح اور صلٰوۃ کسوف اور استسقاء کے۔ صلٰوۃ رغائب، صلٰوۃ براءۃ جماعت کے ساتھ ادا کرنا بدعت اور مکروہ ہے۔

مراقی الفلاح شرح نور الایضاح: ص: ۲۱۱:

فقیہ جلیل علامہ السید احمد طحطاوی الحنفی رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ لکھتے ہیں!

"و الجماعة فی النفل فی غیر التراویح مکروهة فالاحتیاط ترکها فی الوتر خارج رمضان"

ترجمہ: تراویح کے علاوہ نوافل کی جماعت مکروہ ہے رمضان کے علاوہ وتر کی جماعت بھی احتیاطًا نہیں کرنی چاہیے۔

الاشباہ و النظائر: ص: ۸٦:

علامہ امام زین الدین ابن نجیم حنفی مصری رحمۃ اللہ تعالٰی لکھتے ہیں!

"یکره الاقتداء فی صلٰوة الرغائب و صلٰوة البراءة و لیلة القدر الا اذا قال نذرت کذا رکعة بهذا الامام بالجماعة" (کذا فی البزازیه)

ترجمہ: رجب، شبِ برات اور لیلۃ القدر کی نفل نمازیں جماعت سے پڑھنا مکروہ ہے سوائے اس کے کہ کسی امام کی اقتدا میں کچھ رکعتیں پڑھنے کی نذر مان کر کہے کہ میں اس امام کے پیچھے اتنی رکعت پڑھونگا۔ فتاوی بزازیہ میں ایسا ہی ہے۔

ذخیرة العقبی فی شرح صدر الشریعة العظمی: ص: ۹۵:

کتاب الصلٰوۃ میں فرماتے ہیں!

"ان التطوع بالجماعة انما یکره اذا کان علی سبیل التداعی اما لو اقتدی واحد بواحد او اثنان بواحد لا یکره و اذا اقتدی ثلاثة بواحد اختلف فیه و ان اقتدی اربعة بواحد کره اتفاقًا" (کذا فی الکافی)

ترجمہ: نفل جماعت تداعی کے ساتھ مکروہ ہے اگر ایک کے پیچھے ایک یا دو اقتدا کریں تو کراہیت نہیں اور تین میں اختلاف ہے اور چار میں بالاتفاق مکروہ ہے۔

فتاوی عالمگیری: ج: ۱: ص: ۸۳:

جو کہ فقہ حنفی کی نہایت اہم کتاب ہے اس میں تحریر ہے کہ!

"التطوع بالجماعۃ اذا کان علی سبیل التداعی یکرہ"

ترجمہ: نوافل کی جماعت اگر دعوت واعلان کے ساتھ ہو تو مکروہ ہے۔

فتاوی سراجیہ: میں ہے!

"کرہ التطوع بالجماعۃ بخلاف التراویح و صلٰوۃ الکسوف"

ترجمہ: نفل نماز باجماعت ادا کرنا مکروہ ہے بخلاف نماز تراویح اور سورج گرہن کی نماز کے کہ اسے باجماعت ادا کرنا مکروہ نہیں۔

حلبی کبیر: ص: ۴۳۳: ۴۳۲:

علامہ امام ابراہیم حلبی حنفی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ (م:۹۵۶ھ) رقمطراز ہیں!

"واعلم: ان النفل بالجماعۃ علی سبیل التداعی مکروہ علی ماتقدم ماعدا التراویح و صلٰوۃ الکسوف والاستسقاء فعلم ان کلامن صلٰوۃ الرغائب لیلۃ اول جمعۃ من رجب و صلٰوۃ البراءۃ لیلۃ النصف من شعبان و صلٰوۃ القدر لیلۃ السابع والعشرین من رمضان بالجماعۃ بدعۃ مکروھۃ قال حافظ الدین البزازی: ان شرعا فی نفل فافسداہ واقتدی احدھما بالاخر فی القضاء لایجوز لاختلاف السبب وکذا اقتدی الناذر بالناذر لایجوز وعن ھٰذا کرہ الاقتداء فی صلٰوۃ الرغائب و صلٰوۃ البراءۃ ولیلۃ القدر ولو بعد النذر الا اذا قال نذرت کذا رکعۃ بھٰذا الامام بالجماعۃ لعدم امکان الخروج عن العھدۃ الا بالجماعۃ ولا ینبغی ان یتکلف لالتزام مالم یکن فی الصدر الاول کل ھٰذا التکلف لاقامۃ امر مکروہ وھو اداء النفل بالجماعۃ علی سبیل التداعی"

ترجمہ: جان لو! نفل کی جماعت اعلان واشتہار کے ساتھ مکروہ ہے جیسا کہ پہلے بیان ہوا ماسوائے تراویح نماز کسوف اور استسقاء کی نماز کے معلوم ہوا کہ صلوٰۃ الرغائب (رجب کے پہلے جمعہ کی رات کی نماز) اور صلوٰۃ البراءۃ نصف شعبان کی رات اور شبِ قدر یعنی ستائیس رمضان کی رات والی نمازوں کو جماعت سے ادا کرنا ناپسندیدہ بدعت ہے۔ حضرت حافظ الدین البزازی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں اگر دو افراد نفل شروع کریں اور وہ فاسد ہو جائیں پھر دونوں نوافل کی ادائیگی کیلئے ایک دوسرے کی اقتدا کریں تو یہ اسباب (فساد) کے مختلف ہونے کیوجہ سے جائز نہیں۔ ایسے ہی دو نذر (منت) ماننے والوں کی جماعت جائز نہیں۔ (**علی ھٰذا القیاس**) اسی کلیہ کے تحت رجب شعبان اور لیلۃ القدر (رمضان) کی نمازیں باجماعت جائز نہیں ہیں اگرچہ نذر (منت) ہی کیوں نہ مانی گئی ہو، سوائے اس کے کہ کسی نے یوں کہا:

میں نذر مانتا ہوں کہ فلاں امام کے پیچھے باجماعت اتنی رکعتیں پڑھونگا یہ اس لئے کہ وہ بغیر جماعت میں شمولیت کے ذمہ داری سے عہدہ برا نہیں ہو سکتا۔ یہ مناسب نہیں کہ ایک ایسے عمل کے لئے اتنا اہتمام والتزام کیا جائے جو ابتداء اسلام میں موجود نہیں تھا۔ یہ سارا اہتمام ایک مکروہ عمل کیلئے ہوتا ہے اور وہ ہے نوافل کو اعلان واشتہار کے ساتھ باجماعت ادا کرنا۔

امام حلبی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اس مسئلہ کی نذاکت کے پیشِ نظر انتہائی اہم اور فیصلہ کن بات ارشاد فرماتے ہوئے لکھتے ہیں!

"فلو ترک امثال ھٰذہ الصلٰوت تارک لیعلم الناس انہ لیس من الشعائر احسن۔انتھی"

ترجمہ: اگر کوئی(ذمہ دار) شخص ایسی نفل نمازوں کو بطورِ تعلیم ترک کرے تا کہ لوگ جان لیں کہ یہ اسلامی تعلیمات کے مطابق نہیں ہیں تو یہ بہت اچھا ہے۔

مالابدمنہ:ص:۶۹:

میں خاتم المفسرین حضرت قاضی ثناء اللہ پانی پتی علیہ الرحمۃ لکھتے ہیں!

"جماعت در نفل مکروہ است۔۔۔وسوائے رمضان وتر بجماعت مکروہ است"

ترجمہ: نماز نفل کی جماعت مکروہ ہے۔۔۔رمضان کے علاوہ وتر بھی جماعت سے پڑھنا مکروہ ہے

رسائل الارکان:ص:۱۴۲:

علامہ بحر العلوم انصاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ لکھتے ہیں!

"والاصل فی النوافل ان لایصلی بجماعۃ"

ترجمہ: نوافل کی بنیاد اس بات پر ہے کہ انہیں باجماعت ادا نہ کیا جائے۔

فتاوی رضویہ:ج:۳:ص:۴۸۰:

اعلیٰ حضرت مولانا شاہ احمد رضا خان بریلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں!

"ہمارے آئمہ کرام کے نزدیک نوافل کی جماعت بالتداعی مکروہ ہے۔

فیض الباری

الشیخ محمد انور الکشمیری الدیوبندی:ج:۲:ص:۴۳۲:پر لکھتے ہیں!

"قال الفقھاء ان الجماعۃ فی النوافل مکروھۃ الا فی رمضان ولم یفھم مرادھم بعض الاغباء فحملہ علی جواز الجماعۃ فی النفل المطلق فی رمضان مع ان مرادھم التراویح لاغیر"

ترجمہ: فقہائے کرام نے فرمایا کہ نفل باجماعت ادا کرنا مکروہ ہے سوائے رمضان کے لیکن بعض بے عقل لوگوں نے اس بات کو محمول کیا ہے اس پر نفل باجماعت مطلق رمضان میں جائز ہے حالانکہ مراد اس سے تراویح ہے نہ کہ غیر۔

الفتاوی السعیدیۃ فی الفروغ الحنفیۃ:ص:۱۷:میں ہے

"ان التطوع بالجماعۃ انما یکرہ اذا کان علی سبیل التداعی۔"

ترجمہ: نفل نماز جماعت کے ساتھ ادا کرنا مکروہ ہے اگر تداعی کے ساتھ ہو۔اسی طرح نماز تہجد کے بارے میں فرماتے ہیں!

جماعت در نماز تہجد بتداعی مکروہ است۔وبغیر تداعی کہ اتفاقاً یک دو کس یا سہ کس اقتدائے تہجد نمائید مکروہ نیست۔التداعی بان یقتدی اربعۃ واحدٍ۔

ترجمہ: نماز تہجد کے جماعت تداعی کے ساتھ مکروہ ہے اگر بغیر تداعی کا ہو ایک آدمی یا دو یا تین کی اقتدا میں تو مکروہ نہیں۔تداعی ایک کے پیچھے چار کہلاتا ہے۔

فتاوی واحدی المعروف بیاض واحدی: ص:۱۸۵:

از تصانیف حضرت علامہ مخدوم عبد الواحد سیوستانی سندھی لکھتے ہیں!

"الظاهر ان الصلوٰة بالجماعة فی النوافل مکروهة"

ترجمہ: ظاہر یہ کہ نفل باجماعت مکروہ ہے۔

مکتوبات امام ربانی رحمۃ اللّٰہ تعالیٰ علیہ: مکتوب:۲۸۸: حصہ:۵:

میں حضرت مجدد منورالف ثانی الشیخ احمد سرہندی قدسرہ مکتوب لکھتے ہیں!

(بسید امین سار نکپوری صدور یافتہ در منع از ادائے صلوٰۃ نوافل باجماعت مانند نماز عاشورہ وشبِ قدر وشبِ برأت وغیرھا ومایناسب ذلک)

بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم

"الحمد لله الذی شرّ فنا بمتابعة سید المرسلین و جنّبنا عن ارتکاب المبتدعات فی الدین و الصلٰوة و السلام علٰی من قمع بنیان الضلالة و رفع اعلام الهدایة و علٰی اٰله الابرار و صحبه الاخیار! باید دانست کہ اکثر مردم از خواص وعوام درین زمان در ادائے نوافل اہتمام تمام دارند ودر مکتوبات مساہلات مینمایند ومراعات سنن ومستحبات رادرآنہا کمتر میکنند نوافل راعزیز میدارند وفرائض راذلیل وخوارکم است کہ فرائض رادر اوقاتِ مستحبہ ادانمایند ودر تکثیر جماعتِ مسنونہ بلکہ در نفس جماعۃ تقیُّدے ندارند وبتکاسل وتساہل اداء نفس فرائض راغنیمت می شمارند وروزِ عاشوراوشبِ برأت وشبِ بست ہفتم ماہِ رجب واولِ شبِ جمعہ از ماہِ مذکور کہ آن رالیلۃ الرغائب نام نہادہ اند کمال اہتمام رامرعی داشتہ بجمعیت تمام نوافل رابجماعت میگذارند وآنرانیک ومستحسن مے پندارند ونمیدانند کہ این از تسویلاتِ شیطان است کہ سیئات رابصورتِ حسنات مینماید شیخ الاسلام مولاناعصام الدین ہروی در حاشیۂ شرح وقایہ میفرماید کہ تطوع بجماعت وترکِ فرض بجماعت از حبائل شیطانست بدانکہ نوافل رابجمعیتِ تمام گذاردن از بدعتہائے مذمومہ ومکروہ است از ان بدعتہا است کہ حضرت رسالت خاتمیت علیہ من الصلوات افضلہا ومن التسلیمات اکملہا در شانِ آن فرمودہ است "من احدث فی دیننا هٰذا فهو رد" بدانکہ اداء نوافل بجماعت در بعضی روایات فقہیہ مطلقًا مکروہ است ودر بعضے دیگر کراہت مشروط بتداعی وتجمع است پس اگر بے تداعی یکدوکس در ناحیہ مسجد نفل رابجماعت گذارند رواباشد بے کراہت ودر سہ کس اختلافِ مشائخ است ودر چہار کس باتفاق مکروہ است در بعضی روایات ودر بعضے دیگر اصح آنست کہ مکروہ است "فی الفتاوی السراجیة: کره التطوع بالجماعة بخلاف التراویح و صلٰوة الکسوف" "وفی الفتاوی الغیاثیة: قال الشیخ الامام السرخسی رحمه الله سبحانه التطوع بجماعة خارج رمضان انما یکره اذا کان علٰی سبیل التداعی اما اذا اقتدی واحد او اثنان لا یکره وفی الثلٰث اختلاف وفی الاربع یکره بلا خلاف و ذکر فی الخلاصة التطوع بالجماعة اذا کان علٰی سبیل التداعی یکره اما اذا صلّوا بجماعة بغیر اذان و اقامة فی ناحیة المسجد لا یکره" "وقال شمس الائمة الحلوانی: اذا کان سوی الامام ثلٰثة لا یکره بالاتفاق وفی الاربع اختلاف و الاصح انه مکروه" "وفی الفتاوی الشافیة: و لا یصلی التطوع بالجماعة الا فی شهر رمضان و ذلک انما یکره اذا کان علٰی سبیل التداعی یعنی باذان و اقامة اما لو اقتدی واحد او اثنان لا علٰی سبیل التداعی فلا یکره و اذا اقتدی ثلٰثة اختلف المشائخ رحمهم الله تعالٰی و ان اقتدی اربعة کره اتفاقًا" وامثال این روایات بسیار است وکتبِ فقہیہ بآن مملو اند واگر روایتے پیدا شود کہ از ذکر عدد ساکت باشد ومطلقًا مجوّز باشد اداء نفل بجماعت آنرا حمل باید کرد بر مقیّد کہ در روایاتِ دیگر واقع

شدہ است دار مطلق مقید مراد باید داشت وجواز مقصور بر اثنین یاثلٰث باید نمود چہ علماءِ حنفیہ اگرچہ در اصول مطلق رابر اطلاق میگزارند وبر مقید حمل نمیکنند امادر روایاتِ حمل مطلق بر مقید جائز داشتہ اند بلکہ لازم دانستہ واگر بر طریقِ فرضِ محال نکنیم وبر اطلاق بگذاریم ہر آئینہ این مطلق معارض خواہد بود مر آن مقید راا گر در قوت برابر باشد ومساوات در قوت ممنوع است چہ روایات کراہت باوجود کثرت مختار ومفتی بہا اند بخلاف روایت اباحت ولو سلّم مساواتہما گوئیم کہ بر تقدیر تعارض ادلّہ کراہت وادلہ اباحت ترجیح جانب کراہت راست کہ رعایت احتیاط در آنست چنانچہ مقرر اہلِ اصول فقہ است پس جماعۃ کہ در روزِ عاشورا وشبِ برأت ولیلۃ الرغائب نماز بجماعت میگذارند دویست دویست وسیصد سیصد کس کم وبیش کہ در مسجدہا جمع میشوند وآن نماز راواجتماع وجماعت را مستحسن می پندار مرتکبانِ امر مکروہ اند باتفاق فقہاء ومکروہ را مستحسن دانستن از اعظم جنایاتست چہ حرام رامباح دانستن منجرّ بکفر است ومکروہ راحسن پنداشتن یکمرتبہ از آن پایان است شاعت این فعل رانیک ملاحظہ باید نمودودست آویز ایشان در باب رفع کراہت عدم تداعی است آرے عدم تداعی بمقتضائے بعضی روایات دفع کراہت میکند اما مخصوص بواحد واثنین است وآنہم بشرطے است کہ در ناحیہ مسجد متحقق شود وبدونہا خرط القتاد باآنکہ تداعی عبارت از اعلام یک دیگر است از برائے ادائے نماز نفل واین معی در این جماعات متحقق است چہ قبیلہ قبیلہ در روزِ عاشورہ وغیرہ یک دیگر راا علام میکنند ومیخوانند کہ در مسجد فلان شیخ یافلان عالم بیاید رفت ونماز بجمعیت مے باید گذار دواین فعل رااعتیاد نمودہ اند این قسم اعلام از اذان واقامت ہم ابلغ است پس تداعی ہم ثابت شد واگر تداعی را مخصوص باذان واقامت داریم چنانچہ در بعضے روایات واقع شدہ است وحقیقتِ اذان واقامت خواہم پس جواب ہمانست کہ بالاگذشت کہ مخصوص است بواحد واثنین باشرطِ دیگر کہ بالامذکور شد باید دانست کہ بنائے ادائے نوافل بر اخفاو تستر است کہ مظنہ ریاوسمعہ است وجماعت منافی آنست ودر ادائے فرائض اظہار واعلان مطلوب است چہ از شائبہ ریاوسمعہ مبر است پس باجماعت مناسب باشدا انکہ گوئیم کثرت اجتماع محل حدوث فتنہ است لہٰذاازبرائے ادائے نماز جمعہ حضور سلطان یانائب اوشرط کردہ اند تااز حدوث فتنہ امن متحقق شود ودرین جماعات مکروہات ہم احتمال ایقاظ فتنہ قوی است پس این اجتماع مشروع نباشد ومنکر باشد ودر حدیث نبویست علیہ من الصلوات افضلہا ومن التسلیمات اکملہا "الفتنۃ نائمۃ لعن اللہ من ایقظھا" پس ولاۃِ اسلام وقضاۃ واہلِ احتساب رالازم است کہ منع این اجماع نمایند ودرین باب زجر را بابلغ وجوہ مرعی دارند تا استیصال این بدعت کہ منجر بفتنہ است متحقق شود **واللہ یحق الحق وھو یھدی السبیل**"

ترجمہ: اس بیان میں کہ عاشورااور شبِ برات میں نماز نوافل کو جماعت کے ساتھ ادانہ کرناچاہئے۔ اور اس کے مناسب بیان میں سید امین سہارنپوری کی طرف صادر فرمایاہے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

"الحمد للہ الذی شرّفنا بمتابعۃ سید المرسلین وجنبنا عن ارتکاب المبتدعات فی الدین والصلٰوۃ والسلام علٰی من قمع بنیان الضلالۃ ورفع اعلام الھدایۃ وعلٰی الہ الابرار وصحبہ الاخیار!

اللہ تعالٰی کی حمد ہے جس نے ہم کو سید المرسلین ﷺ کی متابعت سے مشرف فرمایااور دین کی بدعتوں سے بچایا۔ اور آنحضرت ﷺ پر جنھوں نے گمراہی کی بنیاد کو اکھیڑ ااور ہدایت کے جھنڈوں کو بلند کیااور ان کی آل ابرار اور اصحاب اخیار پر صلٰوۃ وسلام ہو۔

جاننا چاہئے کہ اکثر خاص و عام لوگ اس زمانہ میں نوافل کے ادا کرنے میں بڑا اہتمام کرتے ہیں اور مکتوبات یعنی فرضی نمازوں میں سستی کرتے ہیں اور ان میں سنتوں اور مستحبوں کی رعایت کم کرتے ہیں۔ نوافل کو عزیز جانتے ہیں اور فرائض کو ذلیل و خوار۔ فرائض کو اوقاتِ مستحبہ میں بمشکل ادا کرتے ہیں اور جماعت مسنونہ کی تکثیر بلکہ نفسِ جماعت کی کوئی تقید نہیں رکھتے۔ نفسِ فرائض کو غفلت و سستی سے ادا کرنا غنیمت سمجھتے ہیں اور روزِ عاشور اور شبِ برات اور ماہِ رجب کی ستائیسویں رات اور ماہِ رجب کے اول جمعہ کی رات کو جس کا نام انہوں نے لیلۃ الرغائب رکھا ہے، بڑا اہتمام کرتے ہیں۔ اور نوافل کو بڑی جمعیت کے ساتھ جماعت سے ادا کرتے ہیں اور اس کو نیک و مستحسن خیال کرتے ہیں اور نہیں جانتے کہ یہ شیطان کے تسویلات یعنی مکر و فریب میں جو سیئات کو حسنات کی صورت میں ظاہر کرتا ہے۔

شیخ الاسلام مولانا عصام الدین ہروی شرح وقایہ کے حاشیہ میں فرماتے ہیں کہ!

"نوافل کو جماعت سے ادا کرنا اور فرض کی جماعت کو ترک کرنا شیطان کا مکر و فریب ہے۔ جاننا چاہئے کہ نوافل کو جماعت تمام کے ساتھ ادا کرنا، ان مکروہ اور مذمومہ بدعتوں میں سے ہے جن کے حق میں حضرت رسالت پناہ ﷺ نے فرمایا ہے! "من احدث فی دیننا ھٰذا فھو رد" (جس نے ہمارے اس دین میں نئی بات نکالی وہ رد ہے)

جاننا چاہئے کہ نوافل کو جماعت کے ساتھ ادا کرنا فقہ کی بعض روایات میں مطلق طور پر مکروہ ہے۔ اور بعض روایات میں کراہت تداعی اور تجمیع (یعنی بلانے اور جمعیت) پر مشروط ہے۔ پس اگر بغیر تداعی کے ایک دو آدمی مسجد کے گوشہ میں نفل کو جماعت سے ادا کریں تو بغیر کراہت کے روا ہے اور تین آدمیوں میں مشائخ کا اختلاف ہے اور بعض روایات میں چار آدمیوں کی جماعت بالاتفاق مکروہ نہیں اور بعض روایات میں اصح یہ ہے کہ مکروہ ہے"

فتاویٰ سراجیہ میں ہے کہ!

"تراویح اور کسوف کی نماز کے سوا اور نوافل کو جماعت سے ادا کرنا مکروہ ہے"

اور فتاویٰ غیاثیہ میں ہے کہ شیخ امام سرخسی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا!

"رمضان کے سوا نوافل کو جماعت سے ادا کرنا جبکہ تداعی کے طریق پر ہو، مکروہ ہے لیکن جب ایک یا دو اقتدا کریں تو مکروہ نہیں اور تین میں اختلاف ہے اور چار میں بلا اختلاف کراہت ہے"

اور خلاصہ میں ہے کہ! "نفلوں کی جماعت جب تداعی کے طریق پر ہو تو مکروہ ہے لیکن جب اذان و اقامت کے بغیر گوشہ مسجد میں ادا کئے جائیں تو مکروہ نہیں"

اور شمس الائمہ حلوانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے کہا ہے کہ!

"جب امام کے سوا تین آدمی ہوں تو بالاتفاق مکروہ ہے اور چار میں اختلاف ہے اور اصح یہی ہے کہ مکروہ ہے"

اور فتاویٰ شافیہ میں ہے کہ!

"ماہِ رمضان کے سوا نوافل کو جماعت سے ادا نہ کریں اور نوافل کو تداعی کے طور پر یعنی اذان واقامت سے ادا کرنا مکروہ ہے لیکن اگر ایک یا دو اقتدا کرلیں جو تداعی کے طور پر نہ ہو تو مکروہ نہیں اور اگر تین اقتدا کریں تو اس میں مشائخ کا اختلاف ہے اور اگر چار اقتدا کریں تو بالاتفاق مکروہ ہے"

اس قسم کی اور بھی بہت سی روائیتیں ہیں اور فقہ کی کتابیں ان سے بھری ہوئی ہیں اور اگر کوئی ایسی روایت پیدا ہو جائے جو عدد کے ذکر سے ساکت ہو اور اس سے مطلق طور پر نفل کو جماعت سے ادا کرنا جائز ہوتا ہو تو اس کو مقید پر محمول کرنا چاہئے جو دوسری روایات میں واقع ہے اور مطلق سے مقید مراد لینا چاہئے اور جواز کو دو یا تین پر منحصر کرنا چاہئے کیونکہ علمائے حنفیہ اگرچہ اصول میں مطلق کو مقید پر حمل نہیں کرتے لیکن روایات میں مطلق کو مقید پر حمل کرنا معارض ہوگا اگرچہ قوت میں برابر ہوں اور مساوات ممنوع ہے کیونکہ کراہت کی روائیتیں باوجود کثرت کے مختار اور مفتٰی بہا ہیں بر خلاف اباحت کی روائیتوں کے اور اگر مساوات کو مان بھی لیں تو ہم کہتے ہیں کہ کراہت واباحت کے دلائل متعارض ہونے کی صورت میں کراہت کی جانب کو ترجیح ہے کیونکہ احتیاط کی رعایت اسی میں ہے جیسے کہ اصول فقہ کے جاننے والوں کے نزدیک مقرر ہے۔

پس وہ نماز جو روزِ عاشورا اور شبِ برات اور لیلۃ الرغائب میں جماعت کے ساتھ ادا کرتے ہیں اور دو دو سو یا تین تین سو یا اس سے زیادہ آدمی مسجدوں میں جمع ہوتے ہیں اور اس نماز اور اجتماع اور جماعت کو مستحسن خیال کرتے ہیں۔ ایسے لوگ فقہاء کے اتفاق سے امرِ مکروہ کے مرتکب ہیں اور مکروہ کو مستحسن جاننا بڑا بھاری گناہ ہے کیونکہ حرام کو مباح جاننا کفر تک پہنچا دیتا ہے اور مکروہ کو احسن سمجھنا ایک درجہ اس سے کم ہے۔ اس فعل کی برائی کو اچھی طرح ملاحظہ کرنا چاہئے اور کراہیت کے دفع کرنے میں ان کے پاس سند عدم تداعی ہے۔ ہاں عدم تداعی بعض روایات میں کراہیت کو دفع کرتی ہے لیکن ایک یا دو کے ساتھ مخصوص ہے اور وہ بھی اس شرط پر کہ گوشۂ مسجد میں ہو۔ وبدونہا خرط القتاد۔ اس کے علاوہ بے فائدہ رنج ہے۔

تداعی سے مراد ہے نماز نفل کے ادا کرنے کیلئے ایک دوسرے کو خبر دینا اور یہ معنی اس جماعت میں مستحقق ہیں کیونکہ قبیلہ قبیلہ عاشورا کے دن ایک دوسرے کو خبر کرتے اور بتلاتے ہیں کہ فلاں شیخ یا فلاں عالم کی مسجد میں جانا چاہئے اور نماز کو جماعت سے ادا کرنا چاہئے اور اس فعل کو معتبر جانتے ہیں۔ اس قسم کا اعلام اذان واقامت سے بھی ابلغ ہے پس تداعی بھی ثابت ہو گئی اگر تداعی کو اذان واقامت پر ہی مخصوص رکھیں جیسے کہ بعض روایات میں واقع ہے اور اس سے اذان واقامت کی حقیقت مراد لیں تو پھر بھی جواب وہی ہے جو اوپر گزر چکا کہ ایک یا دو کے ساتھ مخصوص ہے یا دوسری شرط کے ساتھ جو اوپر مذکور ہو چکی۔

جاننا چاہئے کہ ادائے نوافل کی بنیاد اخفا و تستر یعنی پوشیدگی پر ہے تاکہ سمعہ وریا کا گمان نہ گزرے اور جماعت اس کی منافی ہے اور فرائض کے ادا کرنے میں اظہار واعلان مطلوب ہے کیونکہ ریا وسمعہ کی آمیزش سے پاک ہے۔ پس ان کا جماعت کے ساتھ ادا کرنا مناسب ہے یا ہم یہ کہتے ہیں کہ کثرت اجتماع فتنہ پیدا ہونے کا محل ہے یہی وجہ ہے کہ نماز جمعہ کے ادا کرنے کیلئے سلطان یا اس کے نائب کا حاضر ہونا

شرط ہے تاکہ فتنہ کے پیدا ہونے سے امن رہے اور ان مکروہہ جماعت میں بھی فتنہ پیدا ہونے کا قوی احتمال ہے پس یہ اجتماع بھی مشروع نہ ہو گا۔ بلکہ منکر ہو گا۔

حدیثِ نبوی ﷺ میں ہے! ''الفتنة نائمة لعن الله من ایقظها'' فتنہ سویا ہوتا ہے۔ جو اس کو جگاتا ہے اس پر اللہ تعالیٰ کی لعنت ہے۔

پس اسلام کے والیوں اور قاضیوں اور محتسبوں کو لازم ہے کہ اس اجتماع سے منع کریں اور اس بارے میں بہت ہی زجر و تنبیہ کریں تاکہ یہ بدعت جس سے فتنہ برپا ہو، جڑ سے اکھڑ جائے۔ ''واللہ یحق الحق وھو یھدی السبیل'' اللہ تعالیٰ حق ثابت کرتا ہے اور وہی سیدھے راستہ کی ہدایت دیتا ہے۔

مکتوب نمبر:۱۳۱:

میں امام ربانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ!

ترجمہ: ''افسوس ہزار افسوس کہ جن بدعتوں کا دوسرے سلسلوں میں نام ونشان تک پایا نہیں جاتا وہ اس طریقہ عالیہ میں پیدا کر دی ہیں۔ نماز تہجد کو جماعت سے ادا کرتے ہیں اور گرد و نواح سے اس وقت لوگ تہجد کے واسطے جمع ہو جاتے ہیں اور بڑی جمعیت سے ادا کرتے ہیں اور یہ عمل مکروہ ہے بکراہت تحریمیہ''

بعض فقہاء نے جن کے نزدیک تداعی (یعنی ایک دوسرے کو بلانا م کراہت کی شرط ہے اور نفل کی جماعت کو مسجد کے ایک کونے میں جائز قرار دیا ہے۔ تین آدمیوں سے زیادہ کی جماعت کو بالاتفاق مکروہ کہا ہے)۔

بعض اوقات لوگ باجماعت نفل نماز پوری رات ادا کرتے ہیں یا شبینہ کرتے ہیں پھر بدن میں سستی آنے کیوجہ سے فجر کی نماز ان سے قضاء ہو جاتی ہے تو ایسے لوگوں کے بارے میں امام ربانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے مکتوب نمبر:۲۹: میں فرماتے ہیں!

''منقول ہے کہ ایک دن امیر المؤمنین حضرت فاروقِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے صبح کی نماز جماعت سے ادا کی، نماز سے فارغ ہو کر آدمیوں پر نگاہ کی۔ اپنے یاروں میں سے ایک شخص کو اس وقت موجود نہ دیکھا۔ فرمایا کہ فلاں شخص جماعت میں حاضر نہیں ہوا۔ حاضرین نے عرض کی کہ وہ رات کو اکثر جاگتا رہتا ہے۔ شاید اس وقت سو گیا ہو گا۔ آپ نے فرمایا کہ اگر تمام رات سویا رہتا اور صبح کی نماز جماعت کے ساتھ ادا کرتا تو اس کیلئے بہتر ہوتا'' پس مستحب کی رعایت کرنا اور مکروہ سے بچنا اگرچہ تنزیہی ہو ذکر اور فکر اور مراقبہ اور توجہ سے کئی درجے بہتر ہے پھر مکروہ تحریمی کا کیا ذکر ہے۔ ہاں اگر رعایت اور اجتناب کے ساتھ یہ امور جمع ہوں تو ''فقد فاز فوزًا عظیمًا'' بڑی کامیابی ہے۔ ''وبدونہ خرطا القتاد'' ورنہ بے فائدہ رنج ہے۔

مراقی الفلاح شرح نور الایضاح:ص:۵۹:

''ویکرہ الاجتماع علی احیاء لیلة من ھذہ اللیالی فی المساجد۔ لانہ لم یفعلہ النبی ﷺ ولا صحابة رضی اللہ تعالٰی عنھم فانکرہ اکثر العلماء من اھل الحجاز منھم اعطاء و ابن ابی ملیکة و فقھاء اھل المدینة و الصحاب مالک وغیرھم وقالوا ذلک کلہ بدعة ولم ینقل عن النبی ﷺ ولا عن اصحابہ رضی اللہ تعالٰی عنھم احیاء لیلتی العیدین جماعة''

ترجمہ: شعبان کی نصف رات میں یا صلوٰۃ برات یا قدر مساجد میں ان نمازوں کی باجماعت ادا کرنا مکروہ ہے۔ اس لئے کہ نبی اکرم ﷺ نے اور صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے نہیں کیا اور اکثر علمائے اہلِ حجاز کے جن میں سے عطا ابن ابی ملیکہ اور مدینہ کے فقہاء ان سب کا یہ قول ہے کہ یہ تمام کے تمام بدعت ہیں۔ اور نبی کریم ﷺ سے اور صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے ان راتوں میں جماعت ادا کرنا منقول نہیں۔

وقار الفتاوی:ج:۲:ص:۲۲۶:

میں مفتیٔ اعظم پاکستان حضرت علامہ مفتی محمد وقار الدین قادری رضوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں!

"مذہبِ حنفی میں نفل نماز جماعت کے ساتھ اہتمام کر کے اور لوگوں کو دعوت دے کر پڑھانا مکروہ ہے"

اور اسی طرح کی روایات بہت ہیں اور فقہی کتابیں ایسی روایات سے پُر ہیں اور اگر کوئی ایسی روایت ملے جس میں تعداد کا ذکر نہ ہو اور مطلقاً جواز ظاہر کرے تو اس بارے میں مقید روایات پر محمول کرنا چاہئے اور مطلق سے مقید مراد لینا چاہئے اور جواز کو دو یا تین افراد میں ہی منحصر جاننا چاہئے۔ اس لئے کہ علمائے حنفیہ اگرچہ اصول میں مطلق کو اپنے اطلاق پر ہی رکھنے کے قائل ہیں اور مقید پر عمل نہیں کرتے لیکن روایات میں انہوں نے مطلق کو مقید پر حمل کرنا جائز بلکہ لازم قرار دیا ہے اور اگر بطریق فرض محال حمل نہ کریں اور مطلق ہی رہنے دیں تو ایسی صورت مین یہ مطلق اس مقید کے قابل اور منافی ہو جائے گا، اگر قوت میں برابر ہو اور قوت میں مساوات ممنوع ہے کیونکہ کراہت کی روایات کثرت کے باوجود مختار اور مفتی بہاہیں بخلاف اباحت کی روایات کے۔ اور اگر دونوں کی مساوات تسلیم کر لی جائے تو ہم کہیں گے کہ کراہت اور اباحت کی دلیلوں کے تعارض کی صورت میں جانبِ کراہت کو ترجیح حاصل ہے۔

(۱) جیسا کہ فتاویٰ رضویہ:ص:۶۸۴: میں اعلیٰ حضرت مولانا شاہ احمد رضا خان رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں!

"لان الفعل اذاتردد بین السّنیۃ والکراھۃ کان ترکہ اولٰی"

(۲): **الاخیار فی بیان الصلٰوۃ علی السکون والوقار**۔ تالیف مسکین محمد مرید محی الدین الحنفی اسی کتاب کے:ص:۳۹: میں لکھتے ہیں!

"درمیانِ سنت وبدعت تردید آید ترک آن سنت لازم است"

ترجمہ: اگر سنت وبدعت کے درمیان میں تردید آجائے تو سنت کا ترک کرنا لازم ہے۔

بدلیل ان الفقھاء قالوا!

"اذاترددفی شئ بین کونہٖ سنۃ وبدعۃ فترکہ لازم"

ترجمہ: اس دلیل کے ساتھ کہ فقہاء کرام نے فرمایا کہ جب تردد آجائے کسی چیز میں کہ یہ سنت ہے یا بدعت تو سنت کو چھوڑنا لازم ہے۔

(۳): اسی طرح امام ربانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ مکتوبات شریف مکتوب نمبر:۳۱۲: میں فرماتے ہیں!

"گویم اگر تعارض در جواز وعدمِ جواز وحل وحرمت واقع شود ترجیح جانبِ عدمِ جواز را است وجانبِ حرمت را"

ترجمہ: میں کہتا ہوں اگر تعارض آجائے جواز اور عدمِ جواز میں حل اور حرمت میں ترجیح جو ہے عدمِ جواز کی طرف ہے اور حرمت کی طرف ہے۔

(۴): در المختار:ج:۱:ص:۴۵۰:میں ہے!

"اذترددالحکم بین السنة والبدعة کان ترک السنة اولٰی"

ترجمہ: جب کسی حکم میں سنت اور بدعت کے درمیان تردد واقع ہو جائے تو اس سنت کو ترک کرنا بہتر ہے۔

(۵): در المختار:ج:۱:ص:۱۰۰:باب ادراک الفریضۃ میں ہے!

"ترک المکروہ مقدم علی فعل السنة"

ترجمہ: مکروہ کو ترک کرنا سنت فعل پر مقدم ہے۔یعنی جب بعض علماء نے کسی چیز کو مکروہ کہا ہو اور بعض نے اس کو سنت کہا ہو تو عمل اس پر کرنا چاہیئے کہ جنہوں نے مکروہ کہا ہے یہ اس پر مقدم ہے جنہوں نے اس کو سنت کہا ہے۔

(۶): حاشیہ ابن عابدین:ج:۲:ص:۴۹۳:میں ہے!

"اذاترددالحکم بین سنة وبدعة کان ترک السنة اولٰی"

ترجمہ: جب تردد آجائے سنت اور بدعت کے درمیان میں تو سنت کا چھوڑنا اولیٰ ہے۔

(۷): رد المحتار علی در المختار:ج:۱:ص:۴۷۵:میں ہے!

"اذاترددالحکم بین سنة وبدعة کان ترک السنة راجحًا علی فعل البدعة"

ترجمہ: جب تردد آجائے سنت اور بدعت کے درمیان میں تو سنت کو چھوڑنا راجح ہے،بدعت کے کرنے سے۔

کیونکہ اس میں احتیاط کی رعایت ہے جیسا کہ اصول فقہ والوں کے ہاں یہ امر طے شدہ ہے۔

فتاوی امجدیہ:ج:۱:ص:۲۴۳:

میں صدر الشریعہ حضرت علامہ مفتی محمد امجد علی صاحب اعظمی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں!

"نماز نفل جماعت کے ساتھ علی سبیل التداعی مکروہ ہے۔ اور تداعی کے یہ معنی ہیں کہ تین سے زیادہ مقتدی ہوں اور اگر تین مقتدی ہوں تو اس میں اختلاف ہے بعض کے نزدیک یہ بھی مکروہ ہے۔ در مختار میں ہے۔"ولا یصلی الوتر ولا التطوع بجماعة خارج رمضان ای یکرہ ذٰلک لو علی سبیل التداعی بان یقتدی اربعة بواحدة کما فی الدرر وفی الاشباہ عن البزازیة۔یکرہ الاقتداء فی صلٰوة رغائب وبراءة وقدر۔ رد المحتار میں ہے والنفل بالجماعة غیر مستحب لانہ لم تفعلہ الصحابة فی غیر رمضان"

ترجمہ: در مختار میں ہے یعنی وتر اور نفل جماعت کے ساتھ رمضان کے علاوہ نہیں پڑھی جائے گی۔ اگر تداعی کے ساتھ ہو تو مکروہ ہے۔ تداعی کا معنی یہ ہے کہ تین سے زیادہ مقتدی ہوں اور اشباہ میں بزازیہ سے نقل کی ہے کہ اقتداء صلٰوۃ رغائب وبراءۃ وقدر میں بھی مکروہ ہے۔ رد المحتار میں ہے کہ نفل جماعت کے ساتھ غیر مستحب ہے اس لئے کہ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین نے رمضان کے علاوہ نہیں ادا کی۔

فتاوی فیض الرسول ﷺ: ج:۱:ص:۳۴۲:

تصنیف حضرت علامہ مفتی جلال الدین احمد صاحب قبلہ امجدی فتاوی فیض الرسول ص:۳۴۲:میں لکھا ہے!

”کہ نفل جماعت کے ساتھ بلا تداعی مضائقہ نہیں اور تداعی کے ساتھ مکروہ ہے۔ تداعی کا معنی ہے ایک دوسرے کو بلانا جمع کرنا اور اس سے کثرت جماعت لازم آتی ہے جس کی تحدیدیوں فرمائی گئی ہے کہ امام کے ساتھ ایک دو شخص تک بالاتفاق بلا کراہت جائز اور تین میں اختلاف اور چار مقتدی ہوں تو بالاتفاق مکروہ ہے“(ھٰکذا فی الفتاوی الرضویه)

فتاوی فریدیہ:ص:۱۲۵:

فتاوی فریدیہ میں لکھاہے!

”قال فی البدائع اذا صلوا التراویح ثم ارادوا ان یصلوها ثانیًا یصلون فرادی لا بجماعة لان الثانیة تطوع مطلق والتطوع المطلق بجامعة مکروہ“[19]

ترجمہ: علامہ کاسانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے بدائع الصنائع میں فرمایاہے کہ اگر لوگوں نے ایک مرتبہ نماز تراویح پڑھ لی ہے اور اب وہ دوبارہ پڑھنا چاہیں تو انفرادی طور پر ادا کریں باجماعت نہ پڑھیں کیونکہ دوسری مرتبہ وہ جو پڑھ رہے ہیں وہ مطلق تطوع اور نفل ہے اور مطلق تطوع کا باجماعت پڑھنا مکروہ ہے۔ اور نفل مطلق کی جماعت مکروہ ہے۔

فتاوی فقیہِ مِلّت:ج:۱:ص:۲۰۲:

میں فقیہ ملت حضرت علامہ مفتی جلال الدین احمد امجدی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ لکھتے ہیں! اعلیٰ حضرت امام احمد رضا محدث بریلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں!

”تراویح وکسوف واستسقاء کے سوا جماعت نوافل میں ہمارے ائمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا مذہب معلوم ومشہور اور عامۃ الکتب مذہب میں مذکور ومسطور ہے کہ بلا تداعی مضائقہ نہیں اور تداعی کے ساتھ مکروہ ہے تداعی ایک دوسرے کو بلانا جمع کرنا اور اس سے کثرت جماعت لازم آتی ہے پھر چند سطر بعد فرماتے ہیں بالجملہ دو مقتدیوں میں بالاجماع جائز اور پانچ میں بالاتفاق مکروہ اور تین چار میں اختلاف نقل ومشائخ اور اصح یہ ہے کہ تین میں کراہت نہیں چار میں ہے تو مذہبِ مختار یہ نکلا کہ امام کے سوا چار یا زائد ہوں تو کراہت ہے ورنہ نہیں۔ لہٰذا درر وغرر پر در مختار میں فرمایا!

”یکرہ ذٰلک لو علی سبیل التداعی بان یقتدی اربعة بواحد“

ترجمہ: در مختار میں ہے کہ تداعی کے ساتھ مکروہ ہے یعنی ایک کے پیچھے چار۔

فتاوی نوریه: ج: ۱ :ص: ۱۷۱:

میں فقیہ اعظم ابوالخیر محمد نور اللہ نعیمی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے لکھاہے کہ نفل باجماعت مکروہ تنزیہی ہے۔

حبیب الفتاوی:ج:۱:ص:۴۰۷:

میں عمدۃ المحققین حضرت علامہ مفتی محمد حبیب اللہ نعیمی اشرفی تحریر فرماتے ہیں!

---

[19] (حاشیه تبیین الحقائق: ج: ۱ :ص: ۱۷۹ :۱۸۷)

"ماہِ رمضان میں وتر وتراویح کا باجماعت ادا کرنا بغیر کراہت صحیح وجائز ہے اس کے سوا کسی اور نفل نماز یا تہجد اتفاقیہ طور پر گاہ بگاہ جماعت کے ساتھ ادا کرلی جائے تو بغیر کراہت صحیح وجائز ہے اور تداعی ومواظبت کے ساتھ کسی نفل نماز یا تہجد کی نماز باجماعت ادا کرنا مکروہ ہے تداعی کا معنی یہ ہے کہ بعض نمازی بعض دوسرے نمازی کو نفل نماز یا تہجد کی جماعت کیلئے بلائے یا یہ نماز ہی بکثرت باجماعت ادا کرے۔ کتب فقیہ کی عبارتیں مختلف ہیں۔ بعض سے مکروہ تحریمی مستفیض ہوتا ہے اور بعض سے مکروہ تنزیہی۔

تنویر الفتاوی المعروف فتاوی علیمیہ:ج:۱:ص:۱۸۱:

میں حضرت علامہ مفتی اعظم سید محمد منور شاہ نقشبندی سیفی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نفل باجماعت کی کراہیت میں دلائل دینے کے بعد آخری خلاصہ لکھتے ہیں کہ ایسے نفل نماز جس میں چار یا اس سے زیادہ افراد ملکر جماعت سے پڑھتے ہیں تو یہ احناف کے نزدیک مکروہ ہے۔

شرح صحیح مسلم:ج:۲:ص:۵۰۸:

تصنیف شیخ القرآن والحدیث حضرت علامہ غلام رسول سعیدی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں!

"ولا يصلى الوتر (بجماعة خارج رمضان) الاجماع ولا يصلى التطوع بجماعة الا قيام رمضان وعن شمس الائمة الكردری ان التطوع بالجماعة انما يكره اذا كان على سبيل التداعى اما لو اقتدى واحد بواحد او اثنان بواحد لا يكره"

ترجمہ: رمضان کے علاوہ وتر باجماعت نہ پڑھے اس پر اجماع ہے اور تراویح کے سوا نفل باجماعت نہ پڑھے۔ شمس الائمہ کردری سے منقول ہے کہ نوافل کی جماعت اس وقت مکروہ ہے جب لوگوں کو اس کی دعوت دی جائے اگر ایک کی اقتدا میں ایک ہو یا ایک کی اقتدا میں دو آدمی نفل پڑھ لیں تو مکروہ نہیں۔

علامہ علاء الدین حصکفی نے لکھا ہے!"ولا يصلى الوتر ولا التطوع بجماعة خارج رمضان اى يكره ذلك"

ترجمہ: نفل اور وتر کی جماعت ادا کرنا بغیر رمضان کے مکروہ ہے۔

احسن الفتاوی:ج:۳:ص:۵۲۲:

تالیف مولوی مفتی رشید احمد لکھتے ہیں!"ان التنفل بجماعة مكروه خارج رمضان"

ترجمہ: یعنی نفل جماعت کے ساتھ رمضان شریف کے علاوہ مکروہ ہے۔

خیر الفتاوی:ج:۲:ص:۴۸۳:

تصنیف مولوی خیر محمد جالندھری لکھتے ہیں نفل نماز اور صلوٰۃ تسبیح اکیلے اکیلے پڑھا کریں جماعت کرانا مکروہ ہے۔

"ولا يصلى الوتر ولا التطوع بجماعة خارج رمضان اى يكره ذلك لو على سبيل التداعى"

ترجمہ: یعنی وتر اور نفل نماز باجماعت ادا کرنا رمضان شریف کے علاوہ اگر تداعی کے ساتھ ہو تو مکروہ ہے۔

فتاوی حقانیہ:ج:۳:ص:۲۸۱:

جامعہ دار العلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک کی نصف صدی کے فتاوی کے مجموعہ میں ہے کہ رمضان مبارک کے علاوہ دیگر مہینوں میں نفل نماز کیلئے باقاعدہ جماعت کا اہتمام ہمارے مسلک (احناف) کے قواعد سے موافق نہیں۔

فتاوی رشیدیہ: ج:ص:۵۶۳:

رشید احمد گنگوہی لکھتے ہیں کہ نوافل کی جماعت سوا ان جگہوں سے جو حدیث مبارکہ سے ثابت ہیں باقی مکروہ تحریمی ہے۔ فقہ میں لکھاہے کہ اگر تداعی کے ساتھ ہو۔ تداعی سے مراد چار مقتدی لیا گیا ہے۔ صلوٰۃ کسوف تراویح اور استسقاء ان سے مستثنیٰ ہیں۔

فتاوی دار العلوم دیوبند: ج:۴:ص:۲۲۲:

افادات مولوی مفتی عزیز الرحمن عثمانی لکھتے ہیں کہ!

"قال فی الدر المختار ولا یصلی الوتر ولا التطوع بجماعة خارج رمضان ای یکره ذلک لو علی سبیل التداعی بان یقتدی اربعة بواحد"

ترجمہ: ماہِ رمضان مبارک میں تداعی کے ساتھ جماعت وتر اور تراویح جائز اور مشروع و مسنون ہیں اور باقی نوافل سوائے تراویح کے رمضان شریف میں بھی تداعی کے ساتھ مکروہ ہیں۔ اتفاقاً کبھی ہو تو کراہت تنزیہی ہے اور اگر مواظبت اس پر کی جاوے تو کراہت تحریمی ہے۔ تداعی کے ساتھ ہو یا بلا تداعی۔

"ثم ان کان ذلک احیانا کما فعل عمر رضی الله تعالٰی عنه کان مباحًا غیر مکروه۔ ای تحریمی ان کان علی سبیل المواظبة کان بدعة مکروهة لانه خلاف المتوارث"

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اس میں تداعی اور غیر تداعی برابر ہیں۔ لفظ بدعت کراہت تحریمیہ پر دال ہے۔

فتاوی رحیمیہ: ج:۵:ص:۲۱۸:

افادات مولوی حافظ قاری مفتی سید عبد الرحیم لاجپوری لکھتے ہیں کہ!

"نوافل کی جماعت سوائے ان مواقع کے کہ حدیث سے ثابت ہے مکروہ تحریمی ہے فقہ میں لکھاہے کہ اگر تداعی ہو اور مراد تداعی سے چار آدمی مقتدی کا ہونا ہے پس جماعت صلوٰۃ کسوف تراویح اور استسقاء کی درست اور باقی سب مکروہ ہے"

فتاوی عثمانی: ج:۱:ص:۴۴۴:

تصنیف مولوی محمد تقی عثمانی لکھتے ہیں کہ!

"نفل جماعت کیلئے لاؤڈ سپیکر وغیرہ کا اہتمام کرنا اور لوگوں کو شرکت کی دعوت دینا تداعی ہے اور تداعی کے ساتھ نوافل کی جماعت مکروہ تحریمی ہے۔

آپ کے مسائل اور ان کا حل: ج:۳:ص:۷۹:

حنفیہ کے نزدیک نوافل کی جماعت مکروہ ہے جبکہ مقتدی تین یا زیادہ ہوں یہی حکم صلوٰۃ التسبیح کا ہے اس کی جماعت بدعت حسنہ نہیں بلکہ بدعت سیئہ ہے۔ شریعت نے عبادت کو جس انداز میں مشروع کیا ہے اس کو اسی طریقہ سے ادا کرنا مطلوب ہے۔ شریعت نے نماز پنجگانہ اور جمعہ و عیدین وغیرہ کو باجماعت ادا کرنے کا حکم دیا ہے لیکن نوافل کو انفرادی عبادت تجویز کیا ہے اس لئے کسی نفل نماز کا (خواہ صلوٰۃ التسبیح ہو یا کوئی اور) جماعت سے ادا کرنا منشائے شریعت کے خلاف ہے۔ اس لئے حضرات فقہاء نے نفل نماز کی جماعت کو (جبکہ مقتدی دو سے زیادہ ہوں) مکروہ لکھا ہے اور خاص راتوں میں اجتماعی نماز ادا کرنے کو بدعت قرار دیا ہے اس لئے صلوٰۃ التسبیح کا جماعت سے ادا کرنا صحیح نہیں

اور آپ نے جو مصلحت لکھی ہے وہ لائق التفات نہیں جس کو صلوٰۃ التسبیح پڑھنے کا شوق ہو اس کو ان کلمات کا یاد کر لینا اور ترتیب کا سیکھ لینا کیا مشکل ہے؟

فتاوی محمودیہ:ج:۱۱:ص:۵۰:

اجتماعی ہیئت سے نوافل میں مشغول رہنا مکروہ اور بدعت ہے:

اسی طرح فتاوی محمودیہ:ج:۷:ص:۱۱۲: میں ہے کہ اگر امام کے علاوہ چار شخص یا زیادہ مقتدی ہوں تو یہ فعل مکروہ ہے اگر امام کے علاوہ صرف دو تین آدمی مقتدی ہوں تو مکروہ نہیں (فی طحطاوی علی مراقی الفلاح:ص:۱۲۶) "قال شمس الائمة الحلوائی ان اقتدی به ثلاثة لا یکون تداعیا فلا یکره اتفاقا و ان اقتدی به اربعة فالاصح الکراهته۔آه"

ترجمہ: شمس الائمہ الحلوائی نے فرمایا دو تین میں تداعی بھی نہیں ہے اور کراہت بھی نہیں اور اصح قول یہ ہے کہ ایک کے پیچھے چار کا اقتدا مکروہ ہے۔

فتاویٰ دارالعلوم دیوبند:ج:۱:ص:۲۵۵:

نفل با جماعت نہ پڑھنی چاہئے کہ صحیح یہی ہے کہ جماعت نفل تداعی مکروہ ہے اور تفسیر تداعی کی یہ ہے کہ چار مقتدی جماعت میں ہوں یہ باتفاق مکروہ ہے اور تین مقتدی ہوں تو اس میں اختلاف ہے اور ایک یا دو مقتدی ہوں تو کراہت نہیں۔(کذا فی الشامی)

پس وہ لوگ جو عاشورہ کے دن اور شبِ برات اور ستائیسویں رجب کی رات میں نماز با جماعت ادا کرتے ہیں۔ کم و بیش دو دو سو اور تین تین سو افراد مسجد میں جمع ہوتے ہیں اور اس نماز اور اجتماع اور جماعت کو نیک خیال کرتے ہیں۔ باتفاق فقہاء مکروہ امر کے مرتکب ہوتے ہیں اور مکروہ چیز کو اچھا جاننا بڑے گناہوں میں سے ہے کیونکہ حرام کو مباح جاننا کفر تک کھینچ کر لے جاتا ہے اور مکروہ چیز کو اچھا گمان کرنا اس سے صرف ایک درجہ کم ہے۔ اس فعل کی برائی کو اچھی طرح ذہن میں رکھنا نوافل کی جماعت جائز کہنے والوں کی دلیل عدمِ تداعی ہے۔ ہاں بعض روایات کے مطابق عدمِ تداعی کراہت کو دور کر دیتی ہے لیکن وہ بھی ایک یا دو مقتدیوں کے ساتھ ہے اور اس میں بھی یہ شرط ہے کہ مسجد کے کسی کونے میں ہو اور اس شرط کے نہ ہونے کی صورت میں جواز کی کوئی صورت نہیں۔

علاوہ ازیں تداعی کا معنی یہ ہے کہ نفل نماز کی ادائیگی کیلئے ایک دوسرے کو بلانا اور آگاہ کرنا اور یہ معنی اس طرح کی جماعتوں میں پایا جاتا ہے کیونکہ قبیلوں کے قبیلے عاشورہ کے دن ایک دوسرے کو بتاتے پھرتے ہیں اور کہتے پھرتے ہیں کہ فلاں شیخ یا فلاں عالم کی مسجد میں چلنا چاہئے اور نفل نماز با جماعت ادا کرنی چاہئے۔ ان لوگوں نے اس فعل کو عادت بنا رکھا ہے۔ اس طرح بتاتے پھرنا اذان اور اقامت سے بھی بڑھ کر ہے پس اس صورت میں تداعی بھی ثابت ہے اور اگر ہم تداعی کو اذان اور اقامت کے ساتھ ہی مخصوص رکھیں جیسا کہ بعض روایات میں واقع ہوا ہے اور حقیقۃً اذان اور اقامت ہی مراد لیں تو پھر اس کا جواب وہ ہے جو اوپر گزرا۔ کہ ایسی نماز مذکورہ شرط کے ساتھ ایک یا دو مقتدیوں کے ساتھ خاص ہے۔

جاننا چاہئے کہ نوافل کے ادا کرنے کی بنیاد اخفا اور پوشیدگی پر ہے کیونکہ نفل عبادت ریا اور نمائش کا مقام ہے اور جماعت اخفا اور پوشیدگی کے منافی ہے اور ادائے فرائض میں اظہار اور اعلان مطلوب ہے کیونکہ فرائض ریا یا نمائش کے شبہ سے مبرا ہیں پس انہیں با جماعت ہی ادا کرنا مناسب ہے۔

علاوہ ازیں ہم یہ بھی کہتے ہیں کہ کثرتِ اجتماع فتنے کے پیدا ہونے کا امکان ہے اسی لئے نماز جمعہ کی ادائیگی کیلئے بادشاہِ وقت یا اس کے نائب کی موجودگی کو شرط قرار دیا گیا ہے تا کہ فتنہ کے پیدا ہونے سے امن رہے اور ان مکروہ جماعتوں میں اس فتنے کو بیدار کرنے کا قوی امکان واحتمال ہے۔ لہٰذا اس طرح کا اجتماع شرعاً جائز نہیں بلکہ ممنوع ہے اور حدیثِ نبوی ﷺ میں وارد ہے۔ "الفتنة نائمة لعن الله من ایقظها" یعنی فتنہ سویا ہوتا ہے اس شخص پر اللہ کی لعنت پڑتی ہے جو اسے جگائے۔

پس اسلام کے والیوں اور ملت کے قاضیوں اور لوگوں کا محاسبہ کرنے والوں پر لازم ہے کہ اس طرح کے اجتماع سے لوگوں کو روکیں اور اس بارے میں لوگوں کو سخت ڈانٹ ڈپٹ کرتے رہیں تا کہ اس بدعت کی بیخ کنی ہو سکے جو فتنے میں مبتلا کرنے والی ہے اور اللہ تعالیٰ ہی حق کو ثابت کرتا ہے۔ اور وہی سیدھے راستے کی ہدایت دیتا ہے۔

لہٰذا رمضان المبارک وغیرہ میں مردوں، عورتوں کو نماز تسبیح وغیرہ با جماعت پڑھنے پڑھانے کے مکروہ ناپسندیدہ عمل سے بچنا چاہئے۔ نماز تسبیح کیلئے مساجد میں اعلان کرنا، عورتوں کا جمع ہونا اور نماز میں لاؤڈ سپیکر کا استعمال کرنا، ایسے خود ساختہ غلط رواجات سے اجتناب کرنا چاہئے (حیرت کی بات ہے کہ بعض خواتین پانچ وقت نماز بھی نہیں پڑھتیں لیکن میک اپ کر کے نماز تسبیح کی جماعت میں شامل ہوتی ہیں حالانکہ پنجگانہ نماز اور پردہ وحیاء زیادہ ضروری ہے اور نماز تسبیح وغیرہ با جماعت مکروہ ہے)۔ نوافل کی جماعت کی تشہیر کے بجائے نفل گھروں میں علیحدہ اور تنہائی میں پڑھنا افضل اور پسندیدہ امر ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا!

"آدمی کا لوگوں کے سامنے نفل پڑھنے کی بہ نسبت ایسی جگہ نفل پڑھنا جہاں لوگ اسے نہ دیکھیں پچیس درجے زیادہ ثواب ہے" [20]

واللہ ورسولہ اعلم۔

تمت الرسالة بعون الملک الوھاب۔ اللّٰھم اجعل سعی مشکورا وعملی ھٰذا مقبولًا واحفظنی یارب عن طعن الطاعنین واھلک اعداء المسلمین یا رب بحرمة سید المرسلین ﷺ۔ اللّٰھم ارنا الحق حقا وارزقنا اتباعه وارنا الباطل باطلا وارزقنا اجتنابه۔ اللّٰھم اغفر لی ولوالدی ولاساتذتی کلھم بجاہ النبی الکریم ﷺ ویرحم اللہ عبدا رفع یدیه وقال اٰمین ثم اٰمین۔

حررہٗ

فقیر سید عبد الحق شاہ حنفی ترمذی سیفی۔

شروع کتاب: ۹: جون: ۲۰۰۹ء:

اختتام کتاب: ۱۵: جون: ۲۰۰۹ء:

---

[20] (جامع صغیر: ج: ۲: ص: ۴۷)

ماٰخذ کتب

مندرجہ ذیل کتب سے استفادہ کیا گیا ہے۔

(۱): قرآن مجید　　(۲): صحیح بخاری شریف

(۳): صحیح مسلم شریف　　(۴): مشکوٰۃ شریف

(۵): ابو داؤد شریف　　(۶): ترمذی شریف

(۷): سنن ابن ماجه　　(۸): اشعت اللمعات

(۹): ردالمحتار علی الدر المختار حاشیہ ابن عابدین

(۱۰): المحیط البرهانی　　(۱۱): کتاب الفقه علی المذاهب الاربعة

(۱۲): شرح الیاس　　(۱۳): الفتاوی الوالوالجیة

(۱۴): منیة المصلی مع التعلیق المجلی

(۱۵): المبسوط لشمس الدین السرخسی

(۱۶): خلاصة الفتاوی　　(۱۷): کتاب الاصل المعروف بالمبسوط

(۱۸): بدائع الصنائع فی ترتیب الشرائع

(۱۹): حاشیہ تبین الحقائق شرح کنز الدقائق

(۲۰): فتاوی مجمع الانهر فی شرح ملتقی الابحر

(۲۱): الفتاوی الغیاثیة　　(۲۲): قطب الارشاد

(۲۳): مراقی الفلاح شرح نور الایضاح

(۲۴): الاشباہ والنظائر　　(۲۵): بذخیرة العقبی

(۲۶): فتاوی عالمگیری　　(۲۷): فتاوی سراجیه

(۲۸): حلبی کبیر　　(۲۹): مالابدمنه

(۳۰): فتاوی سعیدیه فی الفروغ الحنفیة

(۳۱): فتاوی واحدی المعروف بیاض واحدی

(۳۲): البنایه فی شرح الهدایه　　(۳۳): شرح صحیح مسلم شریف

(۳۴): مکتوبات شریف امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیه

(۳۵): فتاوی رضویه　　(۳۶): فتاوی امجدیه

(۳۷): فتاوی فیض الرسول　　(۳۸): فتاوی فریدیه

(۳۹): فتاوی فقیه ملت　　(۴۰): فتاوی نوریه

(۴۱): حبیب الفتاوی　　(۴۲): تنویر الفتاوی

(۴۳): وقار الفتاوی　　(۴۴): احسن الفتاوی

(۴۵): خیر الفتاوی　　(۴۶): فتاوی حقانیه

(۴۷): فتاوی رشیدیه　　(۴۸): فتاوی دار العلوم دیوبند

(۴۹): فتاوی رحیمیہ (۵۰): فتاوی عثمانی

(۵۱): فیض الباری (۵۲): آپ کے مسائل اور ان کا حل

(۵۳): فتاوی محمودیہ

(۵۴): نوافل کی جماعت مکروہ ہے لعلامہ محمد شہزاد مجددی

(۵۵): الاخیار فی بیان الصلٰوۃ علی السکون والوقار

(۵۶): درالمختار (۵۷): حاشیہ ابن عابدین

تمت الکتاب بعون الملک الوھاب۔